اصلاحِ خیال

اصلاحِ خیال کے سفر کی منزل، کمالِ ذات ہے۔

سیّد اسماعیل کاظمی

Marfat.com

اصلاحِ خیال

اصلاحِ خیال کے سفر کی منزل، کمالِ ذات ہے

سیّد اسماعیل کاظمی

M-32/22
DATA ENTERED

پیس پبلی کیشنز
42- اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

اِس کتاب کا کوئی بھی حِصّہ پیس پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

297.07
1421
141C4

نام کتاب: اصلاحِ خیال

مصنف: سیّد اسماعیل کاظمی

(رابطہ: ۰۳۲۴۔۴۷۸۲۵۵۰)

(ای۔میل: syedismailkazmi@gmail.com)

سالِ اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء

ناشر: پیس پبلی کیشنز، لاہور

پرنٹنگ: حاجی حنیف پرنٹر

بائنڈر: قیوم احمد

ISBN:969-9988-63-9
ISBN:978-969-9988-63-9

Peace Publications
42-Manzoor Manzal Urdu-Bazar Lahore
Cell: 0322-4298311 -- 0307-4505020
E-mail peace_publications@yahoo.come

Marfat.com

ہر اُس ذات کے نام،

جس کا میری ذات سے بالواسطہ یا بلا واسطہ
کوئی تعلق ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

"اصلاحِ خیال" پر ایک نظر

سیّد اسماعیل کاظمی کی کتاب "اصلاحِ خیال" کا مسوّدہ دیکھتے ہی مجھے اپنی ایک نعت کے وہ شعر یاد آ گئے جن میں اعترافِ گناہ کی کیفیت موجود ہے۔ آپ بھی دیکھیے:

یہ اور بات کہ دنیا کے ڈر سے رک جاؤں
نگاہ و دل سے تو میں ہوں گناہگار بہت
حضورؐ آپ کا اب سامنا نہیں ہوتا
ہوں اپنی سِفلہ خیالی پہ شرمسار بہت

اصل میں انسان کی اصلاح اس کے خیال کی اصلاح پر انحصار رکھتی ہے اور اِس اصلاح کا سب سے بڑا منبع اور سب سے مؤثر وسیلہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے، جس کی سیرتِ مطہرہ کو قرآنِ حکیم میں عالمِ انسانی کے لیے اُسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ سیّد اسماعیل کاظمی کو بھی اسی سرچشمۂ رُشد و ہدایت سے روشنی حاصل ہوئی ہے، جیسا کہ انھوں نے پیش لفظ میں اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یہ کتاب میرے اُن ذاتی خیالات پر مشتمل ہے جن خیالات کی عطا مجھے نبی کریم ﷺ اور اُنکے اہلِ بیتِ اِطہارؑ پر درود و سلام بھیجنے کے صلے میں ہوئی اور جس

Marfat.com

سے میرے خیال کی اِصلاح کا سلسلہ شروع ہوا۔"

چنانچہ فیضانِ رسالت ﷺ کی برکت سے انھیں فروری ۲۰۱۶ء سے اب تک، چند ماہ میں کم وبیش بارہ سو "اصلاحی خیالات" القا ہوئے، جنھیں وہ اپنے حلقۂ احباب کی فرمائش پر کتابی صورت میں منظرِ عام پر لا رہے ہیں تاکہ اصلاحِ خیال کا سلسلہ چراغ سے چراغ جلنے کے مصداق آگے بڑھتا چلا جائے۔ یہ خیالات صوفیائے عظّام کے ملفوظات کی طرح اپنے اندر اقوالِ زریں کا رنگ لیے ہوئے ہیں۔ ملفوظات کی روایت تو یہ رہی ہے کہ عقیدت مندان و مریدین اقوال نقل کرتے رہتے ہیں جو بعدازاں طبع ہوکر خلقِ خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔ سیّد اسماعیل کاظمی اِس اعتبار سے مختلف ہیں کہ وہ اپنے خیالات خود ہی اپنی ڈائری میں لکھتے رہے ہیں۔ یہاں اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ ہمارے عہد میں معروف صوفی اسکالر اور روحانی راہنما حضرت واصف علی واصف مرحومؒ کے ملفوظات متعدد کتب کی صورت میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ اُن کے توسّط سے گویا، صوفیائے عظّام کے ملفوظات جمع کرنے کی روایت کا اِحیا عمل میں آیا ہے۔ سیّد اسماعیل کاظمی بھی اُن سے متاثر ہیں اور اُن کی غائبانہ راہنمائی میں اصلاحِ خیال کی طرف آئے ہیں۔ اِس بات کا اعتراف انھوں نے خود اپنے پیش لفظ میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"ہر انسان کو اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے کسی نہ کسی راہنما کی ضرورت پڑتی ہے جو منزل کی نشاندہی کرانے اور کٹھن راستوں کو آسان بنانے میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔ میری منزل کی نشاندہی کرانیوالی شخصیت کا نام حضرت واصف علی واصفؒ

Marfat.com

ہے جن کی زبان سے پچیس تیس سال پہلے نکلے ہوئے الفاظ
ریکارڈنگ کی صورت میں میری سماعتوں تک پہنچ کر میرے
لیے آج کے دور میں مشعلِ راہ ثابت ہوئے۔ لہذا ان کی
ذات کو میں اپنا روحانی استاد یا راہنما کہوں تو عین صداقت ہے۔"

اگر میں مذکورہ بالا بیانات سے یہ استنباط کروں کہ سیّد اسماعیل کاظمی کی بارگاہِ رسالت تک رسائی حضرت واصف علی واصفؒ کی قیادت میں ہوئی ہے تو غلط نہ ہوگا۔ بہرحال اوّل الذکر نے بھی ثانی الذکر کی طرح خلقِ خدا کی اصلاحِ خیال کا بیڑا اُٹھاتے ہوئے روشنی نبی کریم ﷺ کے نورِ ہدایت سے حاصل کی ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے الفاظ میں تاثیر پیدا کرے اور انھیں ان کی خوش نیّتی کا نہایت عمدہ صلہ عطا فرمائے۔ مجھے اُمید ہے کہ ان کی یہ کاوش لوگوں کے دِلوں کو چھو لے گی اور لفظوں کے چراغ خلقِ خدا کے خیالات کو مستنیر کریں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری
پرنسپل اورینٹل کالج/ڈین کلیہ علومِ شرقیہ
پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

Marfat.com

پیش لفظ

لوگوں کی زندگیوں کو بدل دینے والی، عقلوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کے اُجالوں سے روشن کرنے والی اور صدیوں پر محیط قیامت تک زندہ رہنے والی بات تو صرف خدا کی یا اُس کے انبیاءؑ کی ہی ہوسکتی ہے۔ مجھ جیسے عام اور خطا کار انسان کی بات اگر کسی کی زندگی کے ایک لمحے کو بھی زندہ کر دے تو میرے لیے شاید وہی لمحہ باعثِ نجات ثابت ہو۔ لہذا اِسی خیال کے پیشِ نظر میں اس کتاب کو شائع کروانے کی جسارت کر رہا ہوں۔ یہ کتاب میرے اُن ذاتی خیالات پر مشتمل ہے جن خیالات کی عطا مجھے نبی کریم ﷺ اور اُنکے اہلِ بیتِ اطہارؑ پر درود و سلام بھیجنے کے صلے میں ہوئی اور جس سے میرے خیال کی اِصلاح کا سلسلہ شروع ہوا۔

ہر انسان کو اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے کسی نہ کسی راہنما کی ضرورت پڑتی ہے جو منزل کی نشاندہی کرانے اور کٹھن راستوں کو آسان بنانے میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔ میری منزل کی نشاندہی کرانے والی شخصیت کا نام حضرت واصف علی واصفؒ ہے جن کی زبان سے پچیس تیس سال پہلے نکلے ہوئے الفاظ ریکارڈنگ کی صورت میں میری سماعتوں تک پہنچ کر میرے لیے آج کے دور میں مشعلِ راہ ثابت ہوئے۔ لہذا انکی ذات کو میں اپنا روحانی اُستاد یا راہنما کہوں تو عین صداقت ہے۔

Marfat.com

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری صاحب، پرنسپل اورینٹل کالج/ڈین کلیۂ علومِ شرقیہ، جامعہ پنجاب کو میں نے عامر ڈار صاحب، شعبہ پنجابی، جامعہ پنجاب کی وساطت سے تجزیہ کے لیے درخواست کی تو انہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود شفقت برتتے ہوئے وقت نکالا وراس کتاب کے متعلق اپنی قیمتی رائے سے مجھے نوازا جس کے لیے میں ان کا اور عامر ڈار صاحب کا بے حد ممنون ہوں۔

جناب پروفیسر سید شبیر حسین شاہ صاحب، شعبہ اُردو کمرشل کالج، قصور سے جب میں نے اس کتاب کی اِملاء کے لیے درخواست کی تو انہوں نے ہمیشہ کی طرح بڑے بھائیوں جیسا سلوک روا رکھتے ہوئے نہ صرف میری درخواست قبول کی، جو کہ اُن کے پیشے سے منسلک کام نہیں تھا بلکہ یہ کام پروف ریڈنگ کے پیشے سے تعلق رکھتا ہے، بلکہ اس کتاب کے متعلق اپنی مفید آراء سے میری راہنمائی بھی فرمائی جس کے لیے میں ان کا نہایت شکر گزار ہوں۔

جناب چوہدری شبیر صاحب، جناب سید علی شبر کاظمی صاحب اور جناب محمد خرم اقبال صاحب کا میں دِلی طور پر احسان مند ہوں جنہوں نے میرے خیالات کو سُننے اور سراہنے میں نہ صرف وُسعت دِلی کا مظاہرہ کیا بلکہ دوستی ومحبت کی روایت کو قائم رکھتے ہوئے ہمیشہ میرے ساتھ میری کوتاہ نظری کے باوجود اعلیٰ ظرفی کے ساتھ پیش آئے اور گاہے بگاہے اس کتاب کی اشاعت کے لیے میری ہمت افزائی کرتے رہے۔ انکی اس محبت کو یہاں بیان کرنے کے لیے میرے الفاظ ناکافی ہیں لہذا انکے اقبالِ بلند کے لیے میں دعا گو ہوں۔

میں اُن تمام دوستوں کا بھی تہہ دِل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اِس

Marfat.com

کتاب کی اشاعت کے حوالے سے کسی نہ کسی صورت میں میری مدد کی۔

آخر میں اس کتاب کے ہر قاری سے اِستدعا ہے کہ اِس کتاب کو ایک عام انسان کی تحریر گردانتے ہوئے اِس کی کوتاہیوں کو معاف کر دیں۔ اور اگر اِس میں کوئی غلطی پائیں، جسکا محتاط نظرِ ثانی کے باوجود شدید اِمکان ہے، تو ازراہِ کرم اس غلطی سے مجھے آگاہ کرنے کا کارِ خیر سرانجام دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے دُرست کیا جاسکے۔

سید اسماعیل کاظمی

۱۴-۱۲-۲۰۱۶ قصور۔

Marfat.com

اَستغفر اللہ کے فوراً بعد اَلحمد للہ کا مقام ہے کیونکہ اَستغفر اللہ کی توفیق بھی اللہ کا احسان ہے۔

☆☆☆☆☆

صُحبت کا اثر طبیعت پر ہوتا ہے۔ ربِّ کریم کی صُحبت کا نام نماز اور نبی کریم ﷺ کی صُحبت کا نام دُرود ہے۔

☆☆☆☆☆

نماز میں خدا کا خیال ہوتا ہے اور جِسکا خیال ہو انسان اُسی کی صُحبت میں ہوتا ہے۔ لہذا ہر وقت خدا کی صُحبت میں رہنا ہی درحقیقت نماز قائم کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

نبی پاک ﷺ کا نامِ پاک، پاک خیال کی دلیل ہے اور پاک خیال، پاک عمل کو جنم دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دُرود شریف ہر دَرد سے نجات کا واحد نسخہ ہے۔ دُرود شریف، شریف کی زبان پر ہی جاری ہوسکتا ہے۔ دُرود پاک، پاک روحوں کا وِرد ہے۔

☆☆☆☆☆

عِلم، مدینۃ العلم ﷺ اور باب العلمؑ کی محبت کا نام ہے، انکیؑ یاد کا نام ہے، انکے خیال کا نام ہے اور دوسرے لفظوں میں باعملؑ والوں سے تعلّق کا نام ہے۔ اُنکیؑ یاد میں اضافہ ہی عِلم میں اضافہ ہے۔ اُنکےؑ خیال کا بڑھنا ہی عِلم کا بڑھنا ہے۔ لہذا عِلم میں اضافے کی دُعا انکیؑ محبت میں اضافے سے منسوب ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جنہیں رب نے محترم بنایا ہے اُنکا احترام کرنے سے ہی بلند مقام نصیب ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بقا حاصل کرنا چاہتے ہو تو باقی رہنے والوں کے ساتھ منسلک ہو جاؤ۔

☆☆☆☆☆

اللہ والے مَر کر مُرجھاتے نہیں بلکہ مزید خوشبودار ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

جو سُنتا ہے وہ بولتا بھی ہے۔ اگر تمہارا یقین ہے کہ خدا سُنتا ہے تو اِس بات کا یقین بھی پیدا کرلو کہ خدا بولتا بھی ہے۔ تم اُس سے مخاطب ہونا شروع کر دو، وہ تم سے کلام کرنا شروع کر دے گا۔ یہ اُس کی مرضی ہے کہ وہ کس زبان میں تم سے بات کرے۔۔۔ خواب کی، خیال کی، مشاہدے کی یا تجربے کی۔

☆☆☆☆☆

اِحساس کے رشتوں کو الفاظ کا لباس نہیں پہنایا جا سکتا۔ انسان کا خدا کے ساتھ اِحساس کا رشتہ ہے۔۔۔ ایسا رشتہ جو الفاظ سے ماورا ہے، جسے انسان صرف محسوس کر سکتا ہے نہ کہ بیان۔

☆☆☆☆☆

رب وہ سچ ہے، جسے سچا ہی سُن سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

الٰہی کا راستہ ہی آگاہی کا راستہ ہے۔

☆☆☆☆☆

قُربِ الٰہی، ہر کرب سے نجات کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

مخلوقِ خدا کی ضروریات کا خیال رکھنے والے کی خدا خواہشات کا بھی خیال رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان جس کی فکر کرتا ہے اسی میں مبتلا رہتا ہے اور فانی کی فکر میں مبتلا رہنا بذاتِ خود ایک ابتلاء ہے۔

☆☆☆☆☆

آخرت کے حوالے سے دنیا کو دیکھا کرو اس طرح دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی۔

☆☆☆☆☆

عقیدت کے آنسو روح کا غسل ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

روحانی علم وہ ہے جو کیفیت بن کر انسان پر طاری ہو جائے۔

☆☆☆☆☆

منافقت درحقیقت خود کو دھوکا دینا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جو حاصل کی تمنّا ہو اُسے دینے کی تمنّا بنا لو، حاصل ہو جائے گی۔

☆☆☆☆☆

کسی چیز کو حاصل کرنے کا اختیار رکھنے کے باوجود اُسے خدا سے طلب کرنا بھی ناشُکری ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کو خدا سے کسی تمنّا کے حصول کی بجائے اُس تمنّا کو حاصل کرنے کی قابلیت مانگنی چاہیے۔ کیونکہ قابلیت کے بغیر کسی مقام کا حصول سزا بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اہلیت، صلاّحیت سے مشروط ہے۔ اور صلاّحیت جستجو، محنت اور لگن سے پیدا ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

نا اہل مقام مانگتا ہے جبکہ اہل اُسے حاصل کرتا ہے اور قابل کو مقام خود ڈھونڈتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھے فیصلوں کے نتائج بھی اچھے ہوتے ہیں۔ اور زندگی کا ہر لمحہ فیصلہ کُن لمحہ ہے۔

☆☆☆☆☆

شک کے عمل سے یقین کا علم اور یقین کے علم سے یقین کا عمل بہتر ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

یقین محکم انسان کے اندر مستقل مزاجی پیدا کرتا ہے۔ اور مستقل مزاج انسان، مستقبل کے مزاج سے آشنا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

یقین، انسانی طاقت کا مظہر ہے۔

☆☆☆☆☆

دِین کی بنیاد، یقین ہے۔

☆☆☆☆☆

یقین کا ثمر، تکمیل ہے۔

☆☆☆☆☆

یقین، مُبہم کو مُبین کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا اعتمادی سے خود اعتمادی بڑھتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ذہنی و قلبی اعتماد کا نام، اِعتقاد ہے۔

☆☆☆☆☆

خلوص سادہ الفاظ کو بھی پُر اثر بنا دیتا ہے۔ یقین الفاظ میں طاقت پیدا کر دیتا ہے۔ اور محبت الفاظ میں جان ڈال دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جس طرح رات کے دن ہونے کا یقین رکھتے ہو، اسی طرح مشکل کے آسان ہونے کا یقین رکھو۔

☆☆☆☆☆

ذکرِ الٰہی کا نتیجہ فکرِ الٰہی ہے۔

☆☆☆☆☆

جب دماغ کام کرنا چھوڑ دے، تو ذکرِ الٰہی سے دِل کو چلاؤ۔

☆☆☆☆☆

دِل کا نور دماغ کو روشن کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

رب اُس پر راضی ہے، جو اپنے حال پر راضی ہے۔

☆☆☆☆☆

حال پر راضی انسان، ماضی کا گِلہ نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆

رب کے فیصلوں کو قبول کرنا ہی رب کو ماننا ہے۔

☆☆☆☆☆

حق کو جان کر مان جانیوالا، گیان پا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حق کو جان کر نہ ماننے والا، ابوجہل کہلاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کُن کہنے والے کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں۔

☆☆☆☆☆

دنیا دریا اور دِین کشتی کی مانند ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات کی کائنات خدا کے اختیار میں دینے والے کو خدا کی کائنات پر اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اعلیٰ انداز، عمل کو سرفراز کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خاک نشین ہی عموماً افلاک نشین ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

جس کا رب کے فضل پر اعتماد ہے، وہی پُر اعتماد اور با اعتماد ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کی دسترس میں جو ہے اگر انسان اُسے درست کرتا جائے، تو جو اس کی دسترس سے باہر ہے وہ خود بخو دُرست ہوتا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات کو جاننا مشکل اور جان کر ماننا مشکل ترین عمل ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حق میں باطل کی آمیزش کرنیوالا، منافق ہے۔

☆☆☆☆☆

جسے قریب کرو، اُسکی تخریب سے بچو۔

☆☆☆☆☆

اِعتماد، اِعتقاد دیکھ کر کرو۔

☆☆☆☆☆

غرض اگر عرض ہو جائے، تو اُسے پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

فرض، قرض کی مانند ہے جو ہر صورت اُتارنا پڑتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اللہ والے کے دِل کی وسعت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اس میں تمام کائنات سما سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

جس دِل میں اتنی وسعت نہ ہو کہ اس میں مخلوقِ خدا کے لیے جگہ ہو، اُس دِل میں خالق کیسے بس سکتا ہے؟ خالق تو ہمیشہ اپنی مخلوق کے ساتھ رہتا ہے لہذا جس دل میں مخلوقِ خدا کے لیے جگہ نہ ہو وہاں خالق نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆

اِحسان کو مُحسن کی امانت سمجھنا ہی اِحسانمندی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

محسن کے احسان کو فراموش کرنے والے کو خدا بھی فراموش کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بڑی ہستی سے کبھی چھوٹی طلب نہیں کی جاتی۔ لہذا اللہ کو اکبر ماننے والا، اللہ سے چھوٹی طلب نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆

ہر فانی طلب، چھوٹی طلب ہے۔

☆☆☆☆☆

جو اللہ اکبر بھی کہے اور مخلوق سے بھی ڈرے، وہ منافق ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان بڑا تب ہوتا ہے جب خدا کو سب سے بڑا ماننے لگتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دماغ وہ معلّم ہے، جو دِل کے مدرسّے میں نفس کو تعلیم دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سب کا خیال رکھنے والے کو، رب کا خیال عطا ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

منزل کا خیال، مسافر کا ہمسفر ہے۔

☆☆☆☆☆

اُمید سے، کچھ بعید نہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

قناعت کرنیوالا، حالات سے مات نہیں کھاتا۔

☆☆☆☆☆

سونا بننے کی چاہت رکھنے والے کو، سونا (نیند) زیب نہیں دیتا۔

☆☆☆☆☆

فانی طلب کا حصول اسکی اہمیت کو کم جبکہ لافانی طلب کا حصول اسکی اہمیت کو بڑھا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

وقت کے گزرنے کے ساتھ فانی کی قدر کم جبکہ لافانی کی قدر میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

لافانی منزل کا خیال فانی راستوں سے گزرنے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دنیا کے وسائل کا سائل، فنا کی طرف مائل ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان ٹوٹ کر ہی اٹوٹ بنتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دانائی، روح کی توانائی کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنے متعلق کسی کے خیال کا قیاس، اُس کے متعلق اپنے اِحساس سے لگایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دن میں رِیَا کاری اور رات میں سِیَاہ کاری سے بچو۔

☆☆☆☆☆

رات کی سیاہی کو دن کی سفیدی میں بدلنے والی آنکھیں ہی تقدیر کے اندھیروں کو اُجالوں میں بدلنے کا فن جانتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

جسکی نیند کی قربانیاں قبول ہونے لگ جائیں، اسے کھُلی نشانیاں نصیب ہونے لگ جاتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

شب کے اندھیروں میں بیدار آنکھوں کو ہی نصیب کے اُجالے نصیب ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوچ کی راہیں عموماً رات کے اندھیروں میں روشن ہوتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

انسانی تقدیر، بیدار آنکھوں سے دیکھے ہوئے خوابوں کی تعبیر ہے۔

☆☆☆☆☆

زندگی کے نصاب کا نام، نصیب ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی بڑائی کو ظاہر نہ کرنا ہی دراصل بڑائی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بڑائی، عجز کا اعجاز ہے۔

☆☆☆☆☆

عجز، بذاتِ خود ایک انسانی معجزہ ہے۔

☆☆☆☆☆

عجز سے کام لینے والا ہی خدائی معجزے کو سمجھ سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

آدمؑ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور خدا سے معافی مانگی تو خدا نے انھیں معاف کر دیا۔ جبکہ ابلیس نے غلطی کی اور اسکا اعتراف کرنے کی بجائے جواز پیش کیا تو مردود ٹھہرا۔ لہذا اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی بجائے اسکا جواز پیش کرنا ہی شیطان کی پیروی کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

دن کے گناہوں کا کفارہ رات کی نیند کی صورت میں ادا کرنا پڑتا ہے۔ یعنی جب دن خدا کی رضا میں نہ گزرے تو رات کی نیند اُڑ جاتی ہے۔ اور جب رات خدا کی رضا میں بیتے تو دن تمہاری مرضی کے مطابق گزرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جو فعل انسان کو اسکی نظروں سے گرانے کا سبب بنے، وہ گناہ ہے۔ اور جو فعل انسان کے مقام کو خدا کی نظر میں بڑھانے کا موجب بنے، وہ نیکی ہے۔

☆☆☆☆☆

نفس کی جیت کا نام، گناہ ہے۔

☆☆☆☆☆

۱۶۱۱۴۴۳

Marfat.com

ہر وہ عمل جس میں آپ کے نفس کی نفی ہو، وہ نیکی ہے۔

☆☆☆☆☆

نیکی، نیکی سے اور گناہ، گناہ سے جُڑا ہوا ہے۔ یعنی جب انسان نیکی کرتا ہے تو اسکی سوچ اگلی نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہے اسی طرح جب انسان گناہ کرتا ہے تو اسکا اگلا قدم بھی گناہ کی طرف بڑھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

گناہ کے انجام کا خوف ہی انسان کو گناہ سے دُور رکھ سکتا ہے۔ اور گناہ کے انجام کا خوف، گناہ کرنے سے پہلے تک زندہ رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

گناہ کرنا، خود کو فنا کرنے کے مترادف ہے۔

☆☆☆☆☆

گناہ، انسانی عظمت کے زوال کا باعث ہے۔

☆☆☆☆☆

گناہ شخصی کمزوری اور نیکی شخصی طاقت کی مظہر ہے۔

☆☆☆☆☆

گناہ کا اثر زہر کی مانند روح میں پھیلتا ہے، جسکا تریاق توبہ ہے۔

☆☆☆☆☆

گناہ پریشانی کو اور نیکی سکون کو جنم دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

گناہ خود شناسی کی راہ میں حائل دیوار اور توبہ اس سے گزرنے کا دروازہ ہے۔

☆☆☆☆☆

مغفرت کا یقین ہی توبہ کی بنیاد ہے۔

☆☆☆☆☆

آنسوؤں سے بھیگا دامن، انسان کی مغفرت کا ضامن ہے۔

☆☆☆☆☆

شرم، گنہگار کا بھرم رکھ لیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ابنِ آدم کا اپنی خطاء پر نادم ہونا ہی اسکی بخشش کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

عملی توبہ، ماضی کی بُرائی کو مستقبل کی اچھائی بنانا ہے۔

☆☆☆☆☆

عملی توبہ، گناہوں کے چھوڑے ہوئے داغوں کو مِٹا دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات کے کمزور پہلوؤں کا علم ہونے کے بعد اگلا مرحلہ انکا اعتراف کرنے کا ہوتا ہے جس میں انسان عموماً اپنے نفس سے ہار جاتا ہے۔ اگر انسان اس مرحلے کو کامیابی سے عبور کر لے تو اس کے بعد اپنی ذات سے متعارف ہونے کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ لہذا اپنی خامیوں کا اعتراف کرنیوالا ہی اپنی ذات کو پہچان سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جو مقصد تمہیں اپنی ذات سے بالاتر کر دے، وہی تمہارا مقصدِ تخلیق ہے۔

☆☆☆☆☆

جس مقصد کے سامنے تمام حسرتیں چھوٹی لگیں، وہی تمہارا مقصدِ زیست ہے۔

☆☆☆☆☆

جس کام میں تھکاوٹ آرام بن جائے، تم اسی کام کے لیے پیدا ہوئے ہو۔

☆☆☆☆☆

وجود سے بے نیاز کر دینے والا کام ہی تمہارا کام ہے اور اسی میں تمہاری پہچان ہے۔

☆☆☆☆☆

جس راستے کی سختیاں تمہیں آسانیاں لگیں، وہ راستہ تمہاری منزلِ حیات کا راستہ ہے۔

☆☆☆☆☆

جس راستے پر چلنے سے تسکینِ قلب نصیب ہو، وہی تمہارا فطری راستہ ہے۔

☆☆☆☆☆

مقصدِ تخلیق سے آشنا انسان، خالق شناسا ہے۔

☆☆☆☆☆

مقصدِ تخلیق انسان کو خود سے متعارف کرواتا ہے اور خود کو جاننا ہی خدا کو جاننا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مقصدِ حیات انسان کو اعتماد عطا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس پر رحمان مہربان ہو جائے، اُسے اپنی ذات کی پہچان ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

جسے اپنی پہچان ہو جائے، اُسکا نشان باقی رہ جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی پہچان سے محروم انسان، نادان ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی پہچان سے انجان، انسان نہیں حیوان ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات کی کوتاہیوں کو دُور کرنے سے ہی انسان مکمل ہو سکتا ہے اور انسان کے مکمل ہونے کا سفر دراصل اپنی ذات کو دریافت کرنے کا سفر ہے۔ اور اپنی ذات کو دریافت کرنیوالا ہی خدا کو پہچان سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات کی دریافت کے لیے، اپنے نفس کی سازشوں سے باخبر رہنا پڑتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نفس کی بھوک، خودشناسی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان کا مقصدِ تخلیق اور مقصدِ موت ایک ہے اور وہ خود شناسی کے عمل سے گزر کر خداشناسی کے عمل میں داخل ہونا ہے۔

☆☆☆☆☆

مقصدِ حیات کا دریافت ہونا ہی قسمت کا دریافت ہونا ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی خوبیوں اور خامیوں سے واقفیت، خودشناسی کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھائی یا نیکی خودشناسی کا سبب بنتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خودشناسی، خداشناسی کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کی پہچان میں دھوکا کھانے والا درحقیقت اپنی پہچان سے محروم ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جسے اپنی پہچان ہو جائے، اُسکی ذات آئینے کی مانند ہو جاتی ہے جس میں دوسرے اپنی حقیقی صورت دیکھ سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

جسے اپنی پہچان ہو جائے اسکی ذات اہم ہو جاتی ہے۔ اور جسکی ذات اہم ہو جائے اسکی بات بھی اہم ہو جاتی ہے۔ جبکہ اپنی پہچان سے محروم انسان کی بات کی کوئی

Marfat.com

اہمیت نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆

انسان کے مزاج میں اس کی راہنمائی کے لیے بہت کچھ پنہاں ہوتا ہے۔ اگر انسان اپنے مزاج کو پہچان لے تو زندگی کے بہت سے فیصلوں میں اپنے مزاج سے راہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔ مختصراً یہ کہ انسان کو اپنے مزاج کے خلاف کبھی قدم نہیں اُٹھانا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

باطن کی پکار سننے والا، زندگی سنوار لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس کو آپ سے کوئی اُمید نہ ہو، اُسکی اُمید بن جاؤ، فلاح پا جاؤ گے۔

☆☆☆☆☆

کسی کی بُرائی چھپانا بھی اچھائی ہے۔

☆☆☆☆☆

اعلیٰ ظرف، دوسروں کی عزت پر حرف نہیں آنے دیتا۔

☆☆☆☆☆

عزت کی قال والا ہی کسی کی عزت پامال کرسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

لفظوں کی قیمت کردار کی صورت میں چُکانی پڑتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

منزل کا تعیّن کرنیوالے کی سوچ کو ایک سمت مل جاتی ہے جو کہ جستجو کہلاتی ہے۔ کائنات انسان کے لیے مسخر کی گئی ہے جو کہ انسان کی جستجو سے منسوب ہے۔ لہذا منزل کا تعیّن کرنے والا ہی کائنات کو تسخیر کر سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات کو مسخر کرنے میں کائنات کو تسخیر کرنے کا راز چھپا ہوا ہے۔ اپنی ذات کو تسخیر کرنیوالا، خدا تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا تک رسائی حاصل کرنیوالی جستجو کی حامل سوچ کو، خدا رُسوا نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆

جستجو، انسان کے معیار کا تعیّن کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

سوچ کی گہرائی، خدا تک رسائی حاصل کرلیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

جس سوچ کو خدا تک رسائی حاصل ہو جائے، کائنات اُس سوچ کے تابع ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان غور و فکر کے ساتھ کچھ بھی حاصل کر سکتا ہے سوائے مشیّتِ الٰہی کے۔ کیونکہ تمام کائنات انسان کے لیے مسخر کر دی گئی ہے اور اس کائنات کو تسخیر کرنے کے لیے انسان کو صرف غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

غور و فکر کرنے والوں کے لیے ہی اُسرار کا کشف ممکن ہے۔

☆☆☆☆☆

اُسرار کا کشف خالق کی رضا کو ظاہر کرتا ہے لہذا اس کشف کا اظہار بھی خالق کی رضا کی خاطر ہونا چاہیے نہ کہ مخلوق کی۔

☆☆☆☆☆

دولت کی تمنا ہی غریبی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

اُس حالت سے پناہ مانگو جس میں خواہشات، ضروریات بن جائیں۔ کیونکہ ایسی حالت میں انسان خالق کی عطا کردہ نعمتوں کو حقیر جان کر کُفر کماتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کی فکر کرنا، دراصل اپنی سوچ کو اُسکے سپرد کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

لافانی کی فکر، فانی کی فکر سے آزاد کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

فانی کا خیال، فنا کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

رہبر، مرشد یا پیر وہ ہے جسکے تصور سے فانی کی فکر نہ رہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فقیر کے پاس وہی جائے، جس میں فقیر بننے کا حوصلہ ہو۔

☆☆☆☆☆

آخرت کے انعامات کا مشاہدہ کرنیوالے کو اِس دنیا کی آسائشیں حقیر دکھائی دیتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

جمیل وہ ہے جسے دیکھ کر جمیل خیال پیدا ہو، نہ کہ رذیل خیال۔

☆☆☆☆☆

زندگی گزارنے کے آسان ترین راستے کا نام، دِینِ اِسلام ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا عظیم اور بلند و بالا ذات کا مالک ہے۔ لہٰذا خدا کو پانے کے لیے انسان کو اپنی ذات میں عظمت اور بلندیِ کردار پیدا کرنی پڑتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کی خوشی میں ہی انسان کی خوشی پوشیدہ ہے۔ دوسروں کا درد محسوس کرنیوالا دل ہی خوشی کا مستحق ہے۔ جو دل دوسروں کے درد کو محسوس کرنے سے محروم ہے وہ کبھی خوشی کے راز سے آشنا نہیں ہوسکتا۔ دِیئے کا جلنا ہی اسکی خوشی ہے۔ پروانے کی خوشی جل کر راکھ ہونے میں ہے۔ اِسی طرح دوسروں کے درد کا اِحساس کرنے میں ہی انسان کی خوشی پنہاں ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خوشی اور غم کا معیار انسانی سوچ کے ارتقاء کے ساتھ بدلتا رہتا ہے تو پھر خوشی اور غم کیسا؟

☆☆☆☆☆

خوشی انسان کے پسندیدہ اور غم انسان کے ناپسندیدہ احساس کا نام ہے۔
جسکی پسند اور ناپسند خدا سے منسوب ہو جائے وہ خوشی اور غم سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خوشی اور غم سے بے نیاز کر دینے والی شئے شوق ہے اور شوق کی انتہاء عشق ہے۔

☆☆☆☆☆

خوشی کا تعلّق جسم سے اور مُسّرت کا تعلّق روح سے ہے۔ دوسروں میں خوشیاں بانٹنے والے کو مُسّرت حاصل ہو جاتی ہے جسکا نتیجہ تسکین ہے۔ اور دوسروں سے خوشیاں چھیننے والا اس تسکین سے محروم رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جِسے تسکین میّسر آ جائے، وہ خوشیوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا کے خیال میں رہنے والا وہ تسکین پاتا ہے، جو بچہ اپنی ماں کی گود میں محسوس کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اللہ والا اپنے خالقِ حقیقی سے مِل کر وہ تسکین حاصل کرتا ہے، جو بچھڑا ہوا بچہ اپنی ماں سے مِل کر محسوس کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خوشی دینے والے کی یاد بھی خوشی کا باعث اور غم دینے والے کی یاد بھی غم کا باعث ہے۔

☆☆☆☆☆

ہمدرد کا خیال، درد کو کم کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کو یاد رکھنا، اُسے زندہ رکھنے کے مترادف ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھی یاد بھی دُعا اور بُری یاد بھی بددُعا ہے۔

☆☆☆☆☆

خوشی دینے والا، خوش نصیب ہے۔

☆☆☆☆☆

بدی کرنیوالا، بدنصیب ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کو خوشی دینے سے، غم کم ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کسی کے متعلق بُرا سوچنے والا دراصل بُری سوچ کا مالک ہے اور سوچ عمل کو جنم دیتی ہے۔ لہذا بُری سوچ کے مالک سے بُرائی ہی سَرزد ہو سکتی ہے جو کہ بُری زندگی کی دلیل ہے۔ اور بُری زندگی کا انجام بھی بُرا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کے متعلق بُرا سوچنا بھی بُرائی اور اچھا سوچنا بھی اچھائی ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کے متعلق بُرا سوچنے والا درحقیقت اپنے لیے بُرا کر رہا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جیسی سوچ، ویسی کھوج۔

☆☆☆☆☆

حَسین سوچ، حَسین زندگی کی دلیل ہے اور حَسین زندگی کا انجام بھی حَسین ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھی سوچ کا مالک خوش مزاج جبکہ بُری سوچ کا مالک بدمزاج ہوتا ہے۔

اچھی سوچ انسان کو خوشی عطا کرتی ہے اور بُری سوچ انسان کو پریشانی میں مبتلا رکھتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش مزاج، خوش طبیعت اور خوش طبیعت، جسمانی و روحانی طور پر اچھی صحت کا مالک ہوتا ہے۔ جبکہ بدمزاج، بدطبیعت اور بدطبیعت، جسمانی و روحانی طور پر بیمار ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خوش مزاجی اُمید جبکہ بدمزاجی مایوسی کی علامت ہے۔ اور مایوسی کفر تک لے جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش مزاجی، خوشگوار زندگی کا راز ہے۔

☆☆☆☆☆

نرم مزاجی، طاقتور روح کی آئینہ دار ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش خلق، دلوں کے ملک پر راج کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حُسنِ خلق کے نتیجے میں، حُسنِ سلوک ملتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش زبان پر، خدا مہربان ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش اخلاقی، ناچاقی سے بچاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش اخلاقی، روح کی پاکی کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

کرخت لہجہ، فرحت بخش نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

زبان کی کرختی، دل کی سختی کو ظاہر کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بامروت انسان ہی باشرف انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

بات، ذات کی پہچان ہے۔

☆☆☆☆☆

بات وہ کرو، جو ذات سے ظاہر ہو۔

☆☆☆☆☆

ذات گھر اور زبان دَر کی مانند ہے۔

☆☆☆☆☆

بات اوقات اور اوقات ذات کا تعیّن کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بات سے خیال اور خیال سے ذات کا پتہ چلتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مُقدس زبان سے مقدس الفاظ ہی جنم لیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

پاکیزہ روح کی حامل شخصیت کی پاکیزہ زبان سے نکلی ہوئی پاکیزہ بات، پاکیزہ عقلوں پر پاکیزہ نقوش مرتب کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دوسروں کے دِلوں پر زبان کی اچھائی کا نہیں بلکہ ذات کی اچھائی کا اثر ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بول، انسانی ذات کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بہترین اِملاک، اچھا اخلاق ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کی ناگوار بات پر ہموار مزاج رکھنے والا، اعلیٰ ظرف ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھا سوچنا شروع کر دیں، اچھے بن جائیں گے۔ عظیم سوچ کے مالک بن جائیں، عظمت پا جائیں گے۔ خوش سوچ کو اپنا لیں، خوش قسمت ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆☆

مثبت سوچ خوشی جبکہ منفی سوچ پریشانی کو جنم دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مثبت سوچ خوش نصیبی اور منفی سوچ بدنصیبی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش خیال انسان ہی خوش حال انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خوش خیالی، خوشی کی لہر بن کر روح میں دوڑتی ہوئی خوش عملی کی صورت میں وجود سے ظاہر ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش خیال انسان ہی خوش عمل ہوتا ہے اور خوش عمل انسان ہی خوش نصیب انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش خیالی، خدا کی خوشنودی کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

اگر انسان ماضی میں نگاہ دوڑائے تو کئی ایسے چہرے نظر آتے ہیں جو آج موجود نہیں۔ اسی طرح اگر انسان مستقبل میں نگاہ ڈالے کہ آج جو چہرے نظر آ رہے ہیں کل ان میں سے بھی کچھ نظر نہیں آئیں گے حتیٰ کہ خود کو بھی ان میں موجود نہیں پائے گا، تو پھر انسان کے اندر دوسروں کی قدر اور اپنی کم مائیگی کا احساس اُجاگر ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کو اپنے ماضی کی حسرتیں، حال میں حماقتیں محسوس ہوتیں ہیں۔ اسی طرح حال کی حسرتیں، مستقبل میں حماقتیں لگیں گی تو پھر حسرت کاہے کی؟

☆☆☆☆☆

حسرت، مُسرّت چھین لیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مخلوقِ خدا سے کیا جانیوالا سلوک اور معاملہ دراصل خدا سے کیا جانیوالا سلوک اور معاملہ ہے کیونکہ خالق اپنی مخلوق میں ہی بستا ہے۔

☆☆☆☆☆

جو سلوک تم دنیا میں مخلوقِ خدا سے روا رکھتے ہو، خالق وہی سلوک تم سے آخرت میں روا رکھے گا۔

☆☆☆☆☆

امیر ہونے کا آسان نسخہ یہ ہے کہ خالق کی عطا کردہ نعمتوں کا شُمار شروع کر دیا جائے۔

☆☆☆☆☆

عطا کی حفاظت، خطا سے بچنا ہے۔

☆☆☆☆☆

عطا کی رِیاَ کاری، عطا سے محروم کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی نعمت کی رِیاَ کاری سے بچنا، اُس نعمت کی پائیداری کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

ہر نعمت کی زکوٰۃ ہے اور اس نعمت سے محروم، اس زکوٰۃ کا حقدار ہے۔

☆☆☆☆☆

دِین داری دراصل دَین داری ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان کی بیشتر دنیاوی واُخروی ناکامیوں کا سبب لالچ اور خوف ہیں جو کہ نفس کے دو مضبوط بازوؤں کی حثیت رکھتے ہیں اور انسان کو نفس کے آگے جُھکانے پر مجبور کرتے ہیں۔ اگر انسان ان پر قابو پالے تو نفس کی غلامی سے آزاد ہونے کا اِمکان قوی ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

لالچ انسان کو اسکی فطرت کے خلاف قدم اُٹھانے پر اُکساتا ہے اور فطرت کے خلاف چلنا ہی انسان کے لیے سزا ہے۔

☆☆☆☆☆

لالچ، انسان کو غلام بنالیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

لالچ سے پاک سوچ ہی آزاد سوچ ہے۔

☆☆☆☆☆

لالچ، سکون کو کھا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

لالچ کی انتہا، کُفر ہے۔

☆☆☆☆☆

لالچ کا توڑ، توکّل اللہ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

لالچ کے فالج کا معالج، تقویٰ ہے۔

☆☆☆☆☆

لالچ سے پاک زندگی ہی بے خوف زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆

فانی کو فنا ہونے کا خوف لاحق رہتا ہے جبکہ لا فانی اس خوف سے مُبرّا ہوتا ہے۔اسی طرح فنا ہونے والی ہر شئے یا ذات سے وابستگی خوف پیدا کرتی ہے اور لا فانی شئے یا ذات سے وابستگی بے خوف کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ناپسندیدہ احساس کا نام، خوف ہے۔

☆☆☆☆☆

خوف، شخصی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خوف لاعلمی کا نتیجہ ہے جبکہ علم خوف سے رہائی دلاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

وہم، خوف یا اندیشہ کسی تکلیف کا سامنا کرنے سے پہلے اسے جھیلنے کا نام ہے۔

☆☆☆☆☆

علم کو یقین کا آسرا مل جائے تو انسان بے خوف ہو جاتا ہے۔لہذا یقین کی منزل پر فائز انسان، بے خوف انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خود سے خدا تک کا عِلم، انسان کو بے خوف کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خوفِ خدا، ہر خوف سے رہائی کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی چیز کا خوف اس چیز کا سامنا کرنے سے پہلے تک ہی ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جذبات پر قابو پانے والا، بے خوف ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دُنیا سے بے نیاز انسان، بے خوف انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

خوف، محبت کے آگے نہیں ٹھہرتا۔

☆☆☆☆☆

بے لوث عمل، بے خوف کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

لذّاتِ وجود سے چھٹکارا، خوف سے نجات دِلاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نفس کی قید سے رہائی ہر خوف سے رہائی دلاتی ہے۔اور ہر خوف سے آزاد زندگی ہی مطمئین زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ڈر، خوف اور پریشانی انسان کی کسی کمزوری کو ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا ان سے چھٹکارا پانے کے لیے اُس کمزوری کو تلاش کر کے اُسے دُور کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا کا خوف جس کے دل میں پیدا ہو جائے، خدا اُس کا خوف اُس کے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ خدا کی محبت جس کے دل میں بیدار ہو جائے، خدا اُس کی محبت اپنی مخلوق کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔ خدا کی عظمت جس کے دل میں گھر کر لے، خدا اُسے اپنی کائنات میں عظیم مقام پر فائز کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

علوم دو طرح کے ہیں: ظاہری علم اور باطنی علم۔ ظاہری علم وجود پر اور باطنی علم روح پر اثر انداز ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ظاہری علم وجود اور باطنی علم روح کی حالت کو بہتر بنانے میں کارگر ثابت ہوتا ہے۔ اگر ظاہری علم کا حصول روح کی خاطر اور باطنی علم کا حصول وجود کی خاطر کیا جائے تو ایسا علم انسان کے لیے فائدہ مند ہونے کی بجائے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

علمِ نافع وہ ہے جو انسان کو غلط تجربے کی دِقّت سے بچائے۔

☆☆☆☆☆

علمِ نافع وہ ہے جو دنیا و آخرت کی زندگی کو بہتر بنانے کا ہُنر سکھائے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عِلم نافع وہ ہے جو تمہاری ذات کو دوسروں کے لیے مفید بنائے۔

☆☆☆☆☆

عِلم نافع سے صرف عقل ہی نہیں بڑھتی بلکہ روح بھی توانا ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

وہ عِلم جو انسان کو اُسکی ذات سے متعارف نہ کروا سکے، عِلم نافع نہیں بلکہ عِلم ناقص ہے۔

☆☆☆☆☆

عِلم نافع انسان کو اُسکی استطاعت کے مطابق عطا ہوتا ہے۔ اور عِلم کی استطاعت عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کا اپنے انجان ہونے کے اِدراک سے جاننے کا سفر شروع ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عِلم وہ ہے، جو عِلم میں نہیں۔

☆☆☆☆☆

تمام علوم کا عِلم، اپنی ذات کے عِلم میں پوشیدہ ہے۔

☆☆☆☆☆

عِلم جتانے والا، کم عِلم ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عالم کے پاس عِلم، کم عِلم والوں کی امانت ہے۔

☆☆☆☆☆

عِلم، عمل کو اور عمل، عِلم کو جنم دیتا ہے یعنی انسان مشاہدے اور تجربے سے سیکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان پُرانے علم کی بنیاد پر نیا علم سیکھتا ہے یعنی ماضی کی نگاہ سے حال کو دیکھتا ہے اور مستقبل کو حال سے مختلف دیکھنے کی چاہت رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نئی راہوں کا مسافر ہی عِلم کا متلاشی ہے۔

☆☆☆☆☆

جس دن عِلم حاصل نہ ہو، اُس دن کو زندگی میں شُمار نہ کرو۔

☆☆☆☆☆

صاحبِ عمل ہی درحقیقت صاحبِ علم ہے۔

☆☆☆☆☆

عالم باعمل اور جاہل بے عمل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

باعمل انسان ہی درحقیقت علم کا قدردان ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عِلم کو جذب کرنیوالا، باعمل مجذوب بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح بغیر بھوک کے کھانا بدہضمی کا باعث بن جاتا ہے، اسی طرح بغیر طلب کے علم بے عملی کی نظر ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عِلم، طلب سے وابستہ ہے۔

☆☆☆☆☆

عِلم کے موتی، خیالات کے سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں غوطہ زنی سے ہی نصیب ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

مخلوقِ خدا سے محبت کرنیوالا ہی اللہ والا ہے اور اللہ والا ہی عِلم والا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جب انسان سوتا ہے تب اسکی روح جاگ جاتی ہے اور اس وقت علم خواب کی صورت میں ملتا ہے۔ اور جب انسان کی بیداری کے دوران اسکی روح بھی بیدار ہو تب اسے الہامی علم عطا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

آکسیجن سانس کا، نظارہ آنکھ کا، آواز سماعت کا اور خیال سوچ کا رزق ہے۔ جس طرح رازق تمہیں یہ رزق عطا کرتا ہے اسی طرح وہ تمہیں شکم کے لیے

Marfat.com

کھانے کا رزق بھی عطا کرتا ہے۔لہذا جس طرح انسان باقی رزق ملنے کا یقین رکھتا ہے، اسی طرح اسے شکم کے رزق ملنے کا بھی یقین رکھنا چاہیے اور اس کے لیے اپنی آخرت کو برباد نہیں کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

دانا، دانوں (رزق) کی فکر سے بے نیاز ہوتا ہے کیونکہ اسکی فکر کا مقام کچھ اور ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دنیاوی شہرت کبھی بھی روح کی تقویت کا باعث نہیں بنی۔لہذا دنیاوی شہرت کا بھکاری نفس کی خوشی کا بھوکا تو ہوسکتا ہے لیکن روح کی تسکین کا طلبگار نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆☆☆

لاحاصل کی جستجو، حاصل سے محروم کردیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

حق سے زائد دینے والے کو، مزید عطا کردیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

وہم، اذیّت پسندی کا دوسرا نام ہے۔

☆☆☆☆☆

نیکی کُن اور سکون فیکون کی مانند ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شعور انسان کی سوچ سے وابستہ ہے اور سوچ علم کی محتاج ہے۔ کیونکہ علم انسانی سوچ کو خیال فراہم کرتا ہے۔ جبکہ خیال عمل سے گزر کر یقین بن جاتا ہے اور یقین کا نتیجہ تکمیل ہے۔ اسی لیے اُس گناہ کی سزا نہیں، جسکا انسان کو شعور نہ ہو۔ لہذا انسان کی سزا اور جزا کا دارومدار، انسان کے شعور سے یقین تک کے سفر پر منحصر ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال دو طرح کا ہوتا ہے اچھا یا بُرا۔ اچھا خیال خدا کی طرف سے عطا ہوتا ہے جبکہ بُرا خیال شیطان کی طرف سے آتا ہے۔ اب یہ انسانی سوچ پر منحصر ہے کہ ان دونوں میں سے کِسے اختیار کرے۔۔۔ رحمانی خیال کو یا شیطانی خیال کو۔ لہذا رحمانی خیال کو اختیار کرنیوالی سوچ، اچھی سوچ جبکہ شیطانی خیال کو اختیار کرنیوالی سوچ، بُری سوچ اور دونوں قسم کے خیالات کو اختیار کرنیوالی سوچ، منافق سوچ ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال بیج کی، حرکات جڑوں کی، عادات تناور درخت کی اور نتائج پھلوں کی مانند ہیں۔

☆☆☆☆☆

قطرۂ خیال، بحرِ ذات کا ترجمان ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کا خیال، اسکا حال بیان کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کمال اور زوال کا انحصار اعمال پر ہے اور اعمال کی بنیاد خیال ہے۔

☆☆☆☆☆

اِصلاحِ خیال کے سفر کی منزل، کمالِ ذات ہے۔

☆☆☆☆☆

اِصلاحِ خیال کی ریاضت، عین عبادت ہے۔

☆☆☆☆☆

اِصلاحِ خیال کرنیوالا، صاحبِ حال بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

صالح ذات کا خیال بھی خیال کی اِصلاح کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا کے حبیب ﷺ کا خیال، خیال کا طبیب ہے۔

☆☆☆☆☆

رحمت اللعالمین ﷺ کا خیال وہ اَبرِ رحمت ہے جو بنجر عقلوں کو زرخیز کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خیالِ رحمت اللعالمین ﷺ، کرامتِ ذات ہے۔

☆☆☆☆☆

رحمت اللعالمین ﷺ کا خیال، رحمت والا خیال ہے۔ اور رحمت والے خیال کی حامل ذات، نورانی ذات ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دُعا، خیال کی اِصلاح کا ذریعہ ہے اور خیال کی اِصلاح ہی عمل کی اِصلاح ہے۔

☆☆☆☆☆

حالتِ خیال بدلنے سے، حالتِ ذات بدل جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال کا خیال رکھنے سے ہی بالیدگیِ خیال ممکن ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال عطا کرنیوالا ہی عمل کی توفیق عطا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عمل کی بُرائی، خیال کی اچھائی سے دُور کی جا سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

پاکیزہ سوچ کا نتیجہ، بلند خیالی ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال پر اختیار حاصل کرنیوالا، صاحبِ حال ہے۔

☆☆☆☆☆

جس پر اپنے اندر کا حال عیاں ہے، وہی صاحبِ حال ہے۔

☆☆☆☆☆

حال سے مال کا خیال نکالنے والا، صاحبِ حال ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

لازوال کا خیال بھی لازوال ہے اور ایسے خیال کا حامل، صاحبِ حال ہے۔

☆☆☆☆☆

مال کی چال میں، حال کی قال ہے۔ اور حال کی قال والا کبھی صاحبِ حال نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆

پاک خیال کا حامل، پاک ارواح کی محافل میں رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

لافانی ذات کا خیال، فانی ذات کو بھی لافانی بنا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نورانی ذات کا خیال بھی نور ہے۔

☆☆☆☆☆

خدائے ذوالجلال کے خیال میں ہی کمال ہے، باقی سب وبال ہے۔

☆☆☆☆☆

جسے رب کا خیال عطا ہو جائے، رب اُسکے شاملِ حال ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا کی ہستی میں ہی خیال کی مستی ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال کی اچھائی میں ہی ذات کی بھلائی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

پاکیزہ خیال، پاکیزہ ذات کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

حُسنِ ذات کا راز، حُسنِ خیال ہے۔

☆☆☆☆☆

روح کے حُسن کا اندازہ، حُسنِ خیال سے لگایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

روحانی خیال، روح کی غذا ہے۔

☆☆☆☆☆

جمالی خیال، انسانی کمال ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کے خیال کی صحبت ہی اُسکی ذات کی صحبت ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال کی ترقی ہی انسان کی ترقی ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال کا نتیجہ عمل اور عمل کا نتیجہ تقدیر ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال، باطنی دُنیا میں رابطے کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

روح کی طاقت کا اندازہ، خیال کی رسائی سے لگایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نیک خیال، نیک عمل کی بدولت نصیب ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بُرا خیال، خسارے والا خیال ہے۔ اور خسارے والے خیال سے بچنا ہی فلاح پانا ہے۔

☆☆☆☆☆

بُرا خیال، ذات کا زوال ہے۔

☆☆☆☆☆

زوال، پست خیال کی سزا ہے۔

☆☆☆☆☆

عروج، زوال سے خروج ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال کی تبدیلی ہی ذات کی تبدیلی ہے۔

☆☆☆☆☆

منتشر خیال، بے عملی کا نتیجہ ہے۔

☆☆☆☆☆

کمزور عمل، پراگندہ خیال کی سزا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شیطانی خیال، عزت پامال کرنیوالے عمل کو جنم دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

رحمانی خیال ہی شیطانی جال سے رہائی دِلاّ سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

شیطانی خیال کے زہر کا اثر، رحمانی خیال سے زائل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

روحانی ذات کا خیال ہی حیوانی خیال سے نجات دِلاّ تا ہے۔

☆☆☆☆☆

رحمانی خیال کی نعمت، روحانی محنت کا صِلہ ہے۔

☆☆☆☆☆

جو خیال حواسِ خمسہ کا محتاج نہیں، وہ رحمانی خیال ہے۔

☆☆☆☆☆

وہ خیال جو عقل کے اندھیروں میں نور کے اُجالے بکھیر دے، رحمانی خیال ہے۔

☆☆☆☆☆

روحانی ذات سے ہی خیال کے نور کا ظہور ممکن ہے۔

☆☆☆☆☆

اُس خیال سے پناہ مانگو، جسے ظاہر کرنے پر شرمندگی ہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بُرے خیال کو اچھے خیال سے بدلنے کا نام، تزکیہ نفس ہے۔

☆☆☆☆☆

دماغ کو باغ اور خیالوں کو پھولوں کی مانند رکھنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

پختہ سوچ کا مالک ہی پختہ کردار کا مالک ہوسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نفس کے قفس سے آزاد ہونے کا بھید، نفس کی نفی کا عمل ہے۔

☆☆☆☆☆

نفس کی بھوک، عزت کو کھا جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خالق چُھپا ہوا خزانہ تھا تو اُس نے چاہا کہ وہ پہچانا جائے لہذا اُس نے انسان کو تخلیق کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسان کا مقصدِ تخلیق خالق کو پہچاننا ٹھہرا اور خدا کو پہچاننے کے لیے پہلے خود کو پہچاننا ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات میں ہی خدا کے ہونے کا ثبوت موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کی ذات آئینہ خدا ہے۔ اِس سے دُنیاوی آلائشوں کی گرد ہٹانے سے خدا کا عکس واضح نظر آنے لگ جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

خالق کی قربت کا اِحساس پیدا ہونا ہی اُسکا عرفان ملنا ہے۔

☆☆☆☆☆

جسے قربتِ الٰہی نصیب ہو جائے، اُس سے صفاتِ الٰہی ظاہر ہونے لگ جاتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

اللہ والوں کی قربت، آپکو اللہ کے قریب کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اللہ والوں کی محفل، اللہ کا خیال ہے جس میں جمال ہی جمال ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا کے راستے کے مسافر کو غیر اختیاری افعال پر اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

رب لائقِ عبادت اور رب والے لائقِ محبت ہیں۔

☆☆☆☆☆

محبت کی انتہا، عبادت ہے۔

☆☆☆☆☆

کائنات کا اُصول ہے کہ ہر طاقتور شئے کمزور شئے کو اور ہر اعلیٰ شئے کمتر شئے کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ محبت میں بھی یہی اُصول کارفرما ہے کہ مُحب محبوب کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے جو کہ محبوب کی بڑائی کو ظاہر کرتا ہے۔ لہذا مُحب کی بڑائی کا اندازہ محبوب کی بڑائی سے لگایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دو ذاتوں کے ایک ذات ہونے کی صِفت، محبت کہلاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

محبوب وہ ہے جس کی قربت میں وقت گزارنے کا احساس نہ رہے اور جس کی دُوری میں وقت کاٹے نہ کٹے۔

☆☆☆☆☆

کسی کے دِل میں تمہارے لیے محبت اور تمہارے دل میں کسی کے لیے محبت رب تعالیٰ کے اِذن سے پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا مُحب اور محبوب کا محبت کرنا دراصل رب تعالیٰ کے اِذن کا احترام کرنا ہے اور احترام محبت کا پہلا تقاضا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان جس سے محبت کرتا ہے اُس جیسا ہونا چاہتا ہے اور انسان جیسا ہونا چاہتا ہے ویسا ہو جاتا ہے۔ خدا کا فیصلہ ہے کہ جو جس سے محبت رکھے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ لہٰذا خدا کے اس فیصلے کے پیچھے بھی یہی اُصول کارفرما ہے۔

☆☆☆☆☆

محبوب کی ذات ہی مُحب کی پہچان ہے۔

☆☆☆☆☆

محبوب شناسی میں، خودشناسی کا راز پنہاں ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

محبت اَنا پرستی کی ضد ہے۔ لہذا اپنی اَنا کو مات دے کر ہی کسی کا دِل جیتا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات سے نکل کر کسی دوسری ذات کو خود سے اعلیٰ ماننا، عشق ہے۔ مجاز سے عشق کے بعد جب انسان کو اس سے اعلیٰ ہستی (خالقِ مجاز) کا اِدراک ہوتا ہے تو اسکا عشقِ مجازی، عشقِ حقیقی میں بدل جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عشقِ مجازی کی منزل عشقِ حقیقی ہے اور عشقِ حقیقی کے بعد مجاز سے عشق، شرک ہے۔

☆☆☆☆☆

اعلیٰ کی موجودگی میں کمتر کو اعلیٰ ماننا، شرک ہے۔

☆☆☆☆☆

روح کے بغیر جسم مُردہ ہے اور مُردہ جسم چاہے کتنا بھی حَسین ہو اُس سے محبت نہیں ہوتی بلکہ اُس سے خوف آتا ہے۔ لہذا محبت یا نفرت کا محور جسم نہیں بلکہ روح ہونی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

قربت کے بعد، بدصورت مگر خوب سیرت سے نفرت محبت میں جبکہ خوب صورت مگر بدسیرت سے محبت نفرت میں بدل جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

محبت محبوب کی ذات سے ہوتی ہے نہ کہ صفات سے۔لہذا ایسی محبت جو محبوب کی صفات سے ہواسکی حیات محبوب کی صفات کے تبدیل ہونے تک ہے جبکہ محبوب کی ذات سے محبت کی حیات بعدالممات ہے۔

☆☆☆☆☆

محبت حالات کی پرواہ نہیں کرتی۔

☆☆☆☆☆

محبت، قربت کی خواہش سے منسوب ہے۔

☆☆☆☆☆

قربانی، محبت کی کسوٹی ہے۔

☆☆☆☆☆

رُخِ یار کا دیدار، بیمارِ عشق کی دوا ہے۔

☆☆☆☆☆

دردِ عشق کی دوا، دیدارِ یار ہے۔

☆☆☆☆☆

دِل کی دیدہ وری سے ہی دیدارِ یار ممکن ہے۔

☆☆☆☆☆

یار کا جلوہ، جینے کا ولولہ پیدا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جس میں اپنی ہستی جل جائے، وہی جلوہ ہے۔

☆☆☆☆☆

زندگی کے موسم میں، یار کی آمد ہی بہار کی آمد ہے۔

☆☆☆☆☆

یاد کا ربط پیدا کرنیوالے کا رابطہ ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

یاد کی کوئی معیاد نہیں۔

☆☆☆☆☆

انتظار کا حاصل، آمد ہے۔

☆☆☆☆☆

پرواہ، وفا کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

وفا کی آزمائش، جفا میں ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

تعلقات یا رشتوں میں محبت کا وہ مقام ہے جو کہ جسم میں روح کا ہے۔ اگر کسی تعلق یا رشتے میں محبت نہ ہو تو پھر مفاد ہی باقی رہ جاتا ہے۔ اور مفاد کی بناء پر قائم ہونیوالا تعلق یا رشتہ ایسا ہی ہے جیسا دوکاندار اور گاہک کے درمیان ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

رب العالمین سے رحمت اللعالمین ﷺ کی رحمت کی طلبگاری، دُعاؤں کی دُعا ہے۔

☆☆☆☆☆

طلبگاری، طالب کی شناخت کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

دُعا، انسان کو عمل پر اُکسانے کی طاقت کا نام ہے۔

☆☆☆☆☆

دُعا، دَغا سے پاک ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دُعا میں کی گئی طلب کو حاصل کرنے کا راستہ دِکھ جانا بھی دُعا کی قبولیت کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

دُعا کی قبولیت، یقین پر منحصر ہے۔

☆☆☆☆☆

اندازِ دُعا بھی دُعا کی قبولیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

طالب کا اِستقلال، طلب کے حصول کو ممکن بنا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اچھی یاد چھوڑنا بھی اچھائی اور بُری یاد چھوڑنا بھی بُرائی ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھے رویّے کا حاصل، اچھی یاد ہے۔

☆☆☆☆☆

وقت کی یہ صفت ہے کہ یہ رُکتا نہیں اور وقت کی قدر کرنا دراصل اس کے ساتھ چلنا ہے نہ کہ رُکنا۔ اور وقت کی بے قدری کرنے والوں کو وقت پیچھے چھوڑ دینے کی سزا دیتا ہے جنہیں زمانہ بھی بُھلا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

زندگی درحقیقت اس دنیا میں ایک معیّنہ مدت تک رہنے کا نام ہے جو کہ وقت سے منسوب ہے۔ لہذا وقت کی قدر کرنا ہی زندگی کی قدر کرنا ہے۔ اور زندگی کی قدر کرنیوالا کبھی مرتا نہیں۔

☆☆☆☆☆

جنہیں وقت کی قدر کا اِحساس ہو جائے، اُنکی نیندیں بیدار ہو جاتیں ہیں۔
اور جنکی نیندیں بیدار ہو جائیں، اُنکے نصیب بیدار ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

یادِ قبر، وقت کی قدر کا احساس زندہ رکھتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھا وقت، اچھے بخت کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جھوٹ بولنا، ظاہر اور باطن میں اختلاف پیدا کرتا ہے۔ باطن اور ظاہر کا اختلاف منافقت کی بنیاد ہے۔

☆☆☆☆☆

منافقت، عملی جھوٹ ہے۔

☆☆☆☆☆

ایسا عمل جس میں نیت شامل نہ ہو، وہ عملی جھوٹ ہے۔

☆☆☆☆☆

جھوٹ بولنے سے انسان باطنی طور پر کمزور ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جھوٹ کی، چھوٹ نہیں۔

☆☆☆☆☆

جھوٹا انسان اپنی ذات کی دریافت سے محروم رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سچائی میں ہی دانائی ہے۔

☆☆☆☆☆

سچائی وہ اچھائی ہے جو انسان کو اندیشوں سے محفوظ کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

سچ بولنے والی زبان سے نکلی ہوئی بات سچ ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بدزبان ہونے سے بے زبان ہونا بہتر ہے۔

☆☆☆☆☆

اعلیٰ کو اعلیٰ ماننا ہی اعلیٰ ظرفی ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کو خود سے کمتر جاننا، کم ظرفی ہے۔

☆☆☆☆☆

نا قابل انسان ہمیشہ اپنی تعریف چاہتا ہے اور اسکی یہ چاہت ہی اسکے نا قابل ہونے کا بولتا ثبوت ہے۔ جبکہ قابل انسان اپنی ذات کی شناخت کے عمل سے گزر چکا ہوتا ہے۔ لہذا اسکی قابلیت ہی اُسکی تعریف بن جاتی ہے اور وہ دوسروں کی تعریف سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

صبر اور شکوہ دو متضاد افعال ہیں۔ لہذا شکوہ نہ کرنا ہی صبر کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

جو شُکر بھی کرے اور شکوہ بھی، وہ منافق ہے۔

☆☆☆☆☆

شُکر، اپنی ذات کو تسکین فراہم کرنے کا عمل ہے۔ اور روح کی مسرت کا نتیجہ تسکین ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کسی نعمت کا دُرست استعمال ہی اس نعمت کا شکر ہے۔

☆☆☆☆☆

شُکر کا صلہ اطمینان ہے۔

☆☆☆☆☆

صبر کا انجام، شکر ہے۔

☆☆☆☆☆

شُکر کا بڑھنا، نعمتوں کے بڑھنے کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

حال کی ناشُکری، مستقبل کا پچھتاوا بن جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اِحسان فراموشی، درحقیقت رب فراموشی ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کی اچھائی دُہرانا بھی اچھائی ہے۔

☆☆☆☆☆

بُرائی کی خواہش کو ترک کرنا بھی اچھائی ہے۔

اچھا مشاہدہ، بُرے تجربے سے محفوظ رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ہر عمل کا آغاز، اپنے انجام کا منتظر ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جو آغاز خدا کے حوالے سے ہو، خدا اُسکے انجام کا ذمہ خود لے لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ماضی تاریخ کا حصہ ہے لہذا انسان کو اپنے مستقبل میں جھانک کر اپنی تاریخ پڑھنی چاہیے۔ آیکہ کل جب وہ ماضی کا حصہ ہوگا تو مستقبل کے لوگوں کے لیے کیا نشان چھوڑے گا۔۔۔ عبرت کا یا عزت کا؟

☆☆☆☆☆

حال، ماضی کا مستقبل اور مستقبل کا ماضی ہے۔ لہذا اگزرا ہوا کل اور آنیوالا کل آج پر منحصر رہے۔

☆☆☆☆☆

حال کی خوشی ماضی کے غم سے اور حال کا غم ماضی کی خوشی سے وابستہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حال کی فکرمندی، ماضی و مستقبل کی فکرمندی سے چھٹکارا دلا دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ماضی میں رکھے ہوئے قدموں کی آہٹ، حال میں سُنائی دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

حال، ماضی کا قاضی ہے۔

☆☆☆☆☆

حال انسان کے خیال کو دیکھ کر اسے مستقبل کی روشن راہوں پر بڑھنے کی اجازت یا ماضی کے قید خانے میں رہنے کی سزا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باعمل انسان کو اپنا تعارف کروانے کے لیے ماضی کا سہارا نہیں لینا پڑتا۔

☆☆☆☆☆

منزلوں کا تعین کرنیوالے، راستوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

راہنمائی حاصل کرنے کے لیے کوشاں انسان کو اجنبی راستوں پر اجنبی راہنما مل جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خواہشاتِ نفسانی کا بڑھنا، کمالاتِ انسانی کا گھٹنا ہے۔

☆☆☆☆☆

خواہشاتِ نفسانی کی نفی، عظمتِ انسانی کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

نفس کی بھوک دِکھلانے والا ذلیل اور دُبانے والا خلیل بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

چاہت، نیت بن جاتی ہے اور نیت عمل کی بنیاد ہے۔ جبکہ عمل کا نتیجہ تقدیر ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کی اپنے جذبات پر قابو پانے کی صلاحیت، شعور بڑھنے کے ساتھ بڑھتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان کی ترجیحات سے، اُسکے اوصاف کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جب انسان اپنی ذات پر خدا کی بات کو ترجیح دینا شروع کر دیتا ہے، تو خدا اسکے معاملات کو خود نپٹانا شروع کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس کا ذِکر ہوتا ہے، اُسی کی فِکر ہوتی ہے۔ اور جسکی فِکر ہوتی ہے، انسان اُسی کے قریب ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ذِکرِ خدا، فِکر کی اِصلاح کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

شُکر، ایمان کی پختگی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

جو انسان مخلوقِ خدا کیساتھ زیادتی نہیں کرتا، خدا اُسکے ساتھ زیادتی ہونے نہیں دیتا۔

☆☆☆☆☆

انسان کو روایات کی بجائے، وقت کی ضروریات کو ترجیح دینی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

انسان کو ماضی سے تجربے کی روشنی اور مستقبل سے اُمید کی کرنیں لے کر حال کو روشن بنانا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اِحساس، عمل کی اَساس ہے۔

☆☆☆☆☆

کامیابی کے سفر کی دُشواریوں کو ناکامی نہیں سمجھنا چاہیے۔ ناکامی دراصل کامیابی کی منزل کا سنگِ میل ہے۔ کمزور انسان اپنی کمزوری کو چھپانے کی خاطر سفر کی دُشواریوں کو ناکامی کا نام دے کر سفر ختم کر دیتا ہے۔ جبکہ باہمّت انسان ان دُشواریوں سے تجربہ حاصل کر کے اسکی روشنی میں آگے بڑھتا ہے اور آخر کار کامیابی کی منزل کو چھو لیتا ہے۔ لہٰذا باہمّت انسان کے لیے ناکامی کا سِرّے سے وجود ہی نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

منزل، سفر جاری رکھنے والوں کا ہی مُقدر بنتی ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کو اپنی منزل کی طرف بڑھنے کا فن ہوا سے سیکھنا چاہیے جو راستے میں حائل رکاوٹوں سے ٹکرا کر رُکتی نہیں بلکہ آگے بڑھ جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ناکامی کے خوف کو کامیابی سے بدل دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔

☆☆☆☆☆

کامیاب ہونیوالے کم یاب جبکہ ناکام ہونیوالے بے شُمار ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

انسان کی کامیابی میں گردونواح کے لوگوں کا حصّہ شامل ہوتا ہے جبکہ ناکامی کا ذمہ دار انسان خود ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

پختہ ارادے کا نتیجہ عمل اور عمل کامیابی کی منزل کا سفر ہے۔

☆☆☆☆☆

موجودہ وقت سے آنیوالے وقت کا اِدراک کرنے والا، حکمت والا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان عموماً مستقبل میں خوشیاں تلاش کرتے کرتے، حال کی خوشیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

گنہگار اپنی زندگی سے محبت کرتا ہے نہ کہ اپنی ذات سے۔ کیونکہ گناہ انسان میں اسکی ذات کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ اور زندگی اُس مدّت کا نام ہے جو ہماری ذات کو اِس دنیا میں گزارنے کے لیے ملتی ہے۔ جبکہ مومن اپنی ذات سے محبت کرتا ہے نہ کہ زندگی سے اور اسی لیے گناہ سے بچتا ہے۔

☆☆☆☆☆

یقین کی بنیاد پر زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو دوسروں کا یقین حاصل کرنے کے لیے بناؤ سنگھار کی ضرورت نہیں پڑتی۔

☆☆☆☆☆

دِل، دِل کی زبان سمجھتا ہے۔ لہذا دل سے نکلی ہوئی بات دل میں اُتر جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان کے یقین اور بات میں تضاد ہو تو سننے والے پر اُس بات کا اثر نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

پراگندہ خیال کے مالک کی پاکیزہ بات بھی بے اثر ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مُحرّک انسان کی بات ہی دوسروں کی زندگی میں تحریک پیدا کرسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

زبان کا اثر، موثر عمل کا اعجاز ہے۔

☆☆☆☆☆

جسکی زبان میں اثر ہوتا ہے، اُسکی دُعا میں بھی تاثیر ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دُعاؤں کا اثر، بلاؤں اور خطاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

پریشانی میں پریشان ہونا، پریشانی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ لہذا پریشانی میں پریشان ہونے کی بجائے، اُس پریشانی کا حل تلاش کرنا چاہیے۔ اور اگر اُس پریشانی کا حل انسان کے پاس نہ ہو تو پھر اُس کو خدا کی رضا سمجھ کر اُس پر راضی رہنا چاہیے۔ کیونکہ خدا کی رضا پر راضی رہنے والے کو ایسی پریشانی کی حکمت سمجھا دی جاتی ہے۔۔۔ فوری یا بعد میں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

پریشانی، پریشان سوچ کا نام ہے۔

☆☆☆☆☆

پریشانی کا علاج، سوچ کی نگرانی ہے۔

☆☆☆☆☆

پریشانی میں مسکرانا، حوصلے کو بڑھانا ہے۔

☆☆☆☆☆

پریشانی سے نکلنے کا حل یہ ہے کہ اپنے فیصلوں کو اللہ کے فیصلوں سے منسلک کردو یا اللہ کے فیصلے کو اپنا فیصلہ بنالو۔

☆☆☆☆☆

کسی کو پریشانی میں مُبتلا رکھنا اُسے قتل کرنے اور خود کو پریشانی میں مُبتلا رکھنا خودکُشی کرنے کے مُترادف ہے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح اپنوں کی خوشی اپنی خوشی اور اپنوں کا غم اپنا غم محسوس ہوتا ہے، اسی طرح اپنوں کی موت بھی اپنی موت لگتی ہے۔

☆☆☆☆☆

جولوگ اللہ کی خاطر زندگی میں موت سے پہلے مَر جاتے ہیں، وہ مَر کر بھی زندہ رہتے ہیں اور شہادت کے رتبے پر فائز ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

موت سے پہلے زندگی میں مَرنے والوں کے جسدِ خاکی، خاک میں رہ کر بھی خاک نہیں ہوتے۔

☆☆☆☆☆

لافانی روحیں، مردہ جسموں کو بھی لافانی بنا دیتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

مُردہ ہونا دراصل مُردوں کے جہاں میں زندہ ہونا ہے۔

☆☆☆☆☆

موت زندگی کا وہ جھرنا ہے جسکا مقصد انسان کو فانی دنیا سے لافانی دنیا میں منتقل کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

دنیاوی موت، دینوی زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆

موت ابدی زندگی تک پہنچنے کا زینہ ہے۔

☆☆☆☆☆

با مقصد موت، بے مقصد زندگی سے بہتر ہے۔

☆☆☆☆☆

مطمئین زندگی ہی مطمئین موت کی حامل ہو سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مطمئین زندگی، موت کے خوف سے آزاد ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

موت کی یاد، زندگی کی میعاد بڑھاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنوں سے دُوری بھی موت ہے۔

☆☆☆☆☆

زندگی کا اِحساس، موت کے اِحساس سے زندہ ہے۔

☆☆☆☆☆

موت سے وہی ڈرتا ہے، جو دنیا پہ مَرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

زندہ اس طرح رہو کے مُردوں میں شُمار نہ ہو اور موت کو اس طرح گلے لگاؤ کے مَر کر بھی زندہ رہو۔

☆☆☆☆☆

زندگی میں زندہ رہنے کے لیے خدا نے انسان کو آنسوؤں جیسی نعمت سے نوازا۔ اگر انسان اس نعمت سے محروم ہوتا تو غم اور خوشی کے جذبات اندر رکھ کر زندہ جسم میں مُردہ زندگی جیتا۔

☆☆☆☆☆

آنسو نہ ہوتے تو بِسمل روحوں کے زخم کبھی مُندمل نہ ہوتے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح جسم میں کوئی درد بتاتا ہے کہ یہاں بیماری ہے تاکہ اسکا علاج کیا جاسکے۔ اسی طرح زندگی میں مشکلیں اور رکاوٹیں ہماری زندگی میں آکر ہمیں بتاتی ہیں

Marfat.com

کہ یہاں پر کمزوری ہے تا کہ اسے دُور کیا جا سکے۔ لہٰذا ہمیں ان مشکلوں اور رکاوٹوں سے گھبرانے کی بجائے ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

باعمل زندگی ہی باایمان زندگی ہے کیونکہ عمل سے تجربہ اور تجربے سے یقین حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

رَسمی اور بناوٹی خلوص کا اظہار کرنیوالا، سچے خلوص اور محبت سے محروم رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جو کافر کے لیے کُفر کا مقام ہے، وہ شاکر کے لیے شُکر کا مقام ہے۔

☆☆☆☆☆

گرج کر عزت بنانیوالا، اپنی عزت کا خرچ کر بیٹھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

زبان کا تالا، سوچ کی کُنجی سے کھولنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

ناکامی میں کامیابی کا راز پنہاں ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس میں عِلم کی بھوک بڑھ جائے، اُس میں نفس کی بھوک کم ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ایمان کا صادق، زبان کا بھی صادق ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کو اُمید دینا دراصل اُسے زندگی دینے کے مُترادف ہے کیونکہ مایوسی بذاتِ خود، خودکشی ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کے مزاج کے خلاف ماحول انسان کے لیے امتحان ہے۔ اور اس امتحان میں کامیاب ہونیوالے کا انعام، اطمینان ہے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح انسانی سوچ کو آزادی حاصل ہے کہ بیداری کے میں جہاں تک چاہے رسائی حاصل کرلے، اسی طرح انسانی روح کو بھی آزادی حاصل ہے کہ نیند کے دوران جہاں تک چاہے رسائی حاصل کرلے اور جس کی ایک مثال خواب ہے۔

☆☆☆☆☆

سوچ کی بلندی سے روح کی رسائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

روح کی وہ صفت جسکی بناء پر روح کی پہچان ہو سکے، سوچ کہلاتی ہے۔ اور یہی صفت انسان کو فانی یالافانی بناتی ہے۔

☆☆☆☆☆

عمل کی ساخت، سوچ کے سانچے میں ڈھلتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مُردہ سوچ کا حامل انسان زندگی میں بھی مُردہ اور زندہ سوچ کا حامل انسان موت کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

فانی سوچ مَر جانیوالی جبکہ لافانی سوچ زندہ رہنے والی سوچ ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کے متعلق کوئی فیصلہ اُسکے حال کو مدِّنظر رکھ کر کرنا چاہیے نہ کہ اُسکے ماضی کو۔

☆☆☆☆☆

بعض اوقات کسی منزل کی طرف قدم اُٹھانے سے پہلے یا بعد میں، قدرت رکاوٹ یا ناکامی کی صورت میں اشارہ دے دیتی ہے کہ یہ تمہاری منزل نہیں۔ کیونکہ انجام ہمیشہ آغاز میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی چیز کی اہمیت کا اِدراک، انسان کی صلاّحیت سے مشروط ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کی بُرائیوں کو اپنی ذات میں خوبیاں گردانتے والا، منافق ہے۔

☆☆☆☆☆

مُخلص کے اِخلاص کا اِحساس نہ کرنے والا، دوست اور دشمن کی پہچان سے محروم رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اپنی تعریف کا خواہشمند، نفس پرستی کے مرض میں مبتلا ہے۔

☆☆☆☆☆

عالم، عِلم کا طالب ہوتا ہے اور عالم کبھی متعصّب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ متعصب انسان نئی بات کو تسلیم کرنے سے خود کو مانع رکھتا ہے جس کی بناء پر علم حاصل کرنے سے محروم رہتا ہے۔ لہذا متعصب انسان، جاہل انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان زندگی کے جس معاملے میں تعصب سے کام لیتا ہے، اُسی میں جاہل رہ جاتا ہے۔ چونکہ دینِ اسلام زندگی کے تمام معاملات کا عِلم انسان کو فراہم کرتا ہے، اس لیے دینِ اسلام کے معاملے میں تعصب سے کام لینے والے کی مکمل زندگی جہالت میں بسر ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

عالمگیر دین وہی ہوسکتا ہے جو تمام علوم کا عِلم انسان کو فراہم کرے اور دینِ اسلام تمام علوم کا منبع ہے۔

☆☆☆☆☆

تعصّب، سچائی قبول کرنے کی صلاّحیت کو زائل کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

متعصّب ہونا کافر کی صفت ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اَنا پرستی، حق پرستی کی ضد ہے۔

☆☆☆☆☆

اَنا پرست، رشتوں اور تعلقات میں اِخلاص جیسی نعمت کے ملنے سے محروم رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خالق کی عطا کو اپنی کوشش کا نتیجہ سمجھنے والا، مغرور ہے۔

☆☆☆☆☆

وعدہ ہمیشہ آنیوالے وقت سے وابستہ ہوتا ہے، اس لیے وقت سے منسوب ہوتا ہے۔ لہذا وعدہ خلافی وقت کی بے قدری ٹھہری۔ وقت کی بے قدری دراصل زندگی کی بےقدری ہے۔ اور بے قدر زندگی ہی بے مقدر زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆

زبان کا پکا ہی ایمان کا پکا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

وعدے کا پکا انسان ہی سچا انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

زبان سے پلٹنے والا بعید از قیاس نہیں کہ ایمان سے پلٹ جائے۔

☆☆☆☆☆

دِین دار، وعدے کا پاسدار ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

وعدہ نبھانے والا وقت پر قدرت رکھنے والا انسان ہے۔ جبکہ وعدہ خلافی کرنیوالا وقت کے دھارے پر چلنے والا کمزور انسان ہے جسکی وقعت پانی کے ساتھ بہنے والے تنکے سے زیادہ نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆

وقت کا پابند، وقت کو قید کرنے کا فن جانتا ہے۔

☆☆☆☆☆

وقت کی بے قدری کرنے والے کی وقت قدر نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆

وقت کی قدر کرنیوالا ہی، مقدر والا ہے۔

☆☆☆☆☆

وعدہ توڑنا درحقیقت رب سے منہ موڑنا اور شیطان سے رشتہ جوڑنا ہے۔

☆☆☆☆☆

وعدہ خلافی، غیر ذمہ داری کے زمّرے میں آتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ذمہ دار انسان باوفا جبکہ غیر ذمہ دار انسان بے وفا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

زبانی معاہدوں پر پورا نہ اُترنے والا، روحانی مشاہدوں کا اہل نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عہد شکن، بُت شکن نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆☆☆

بہانے، وعدہ نہ نبھانے والوں کی تخلیق ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کو عمل کا اختیار ہے نہ کہ نتائج کا۔ لہٰذا انسان کو اپنے عمل کے حوالے سے فکر مند ہونا چاہیے نہ کہ نتائج کے۔

☆☆☆☆☆

جن اعمال کی بنیاد خدا کی رضا پر ہوتی ہے، اُنکے نتائج کا مقام شکر کا مقام ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مثبت خیالات مثبت توانائی جبکہ منفی خیالات منفی توانائی کا منبع ہوتے ہیں۔ انسان اپنی اس توانائی کا زیادہ تر استعمال زبان کے ذریعے کرتا ہے۔ لہٰذا کم گو انسان اپنی اس توانائی کو محفوظ رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کو آسانی مہیا کرنے کے لیے قربانی درکار ہوتی ہے اور قربانی دینے والا ہی رحمانی رضا کا حقدار بنتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ہر آسانی کے پیچھے کوئی قربانی ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

گِلہ، صِلہ سے محروم کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مشکل، عقل کی کسوٹی ہے۔

☆☆☆☆☆

درمیانی راستے کا مسافر، ہیجانی کیفیت سے محفوظ رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دنیا کی خاطر اللہ سے کنارہ کشی کرنے والا زندہ رہ کر بھی مُردہ اور اللہ کی خاطر دنیا سے منہ موڑنے والا مَر کر بھی زندہ رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جو آپکے اندر کا حال ہے، وہی آپکی قبر کا حال ہوگا۔

☆☆☆☆☆

روشن خیالوں کا حامل، روشن راہوں کا مسافر بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عظمتیں، قربانیوں سے مشروط ہیں۔

☆☆☆☆☆

خاموشی، صابر کی پہلی پہچان ہے۔

☆☆☆☆☆

رَتجگوں میں ہی نصیب جاگتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تنہائی میں ہی خیالات کی رونقیں جلوہ افروز ہوتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

اپنے ضمیر کے کٹہرے میں کھڑا ہونے والا، مجرم کے کٹہرے میں کھڑا ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نظر کا گناہ، خیال کے گناہ سے گزر کر عمل کے گناہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نظر، نیت کی مظہر ہے۔

☆☆☆☆☆

بدنظارے کا اثر، نظرِ بد سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

☆☆☆☆☆

بُرا نظارہ، اچھی نظر کا امتحان ہے۔

☆☆☆☆☆

بُری نظر کا قرض اُتارنا پڑتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ماں، بہن اور بیٹی کے رشتے کا سُرمہ آنکھ میں ڈالنے سے نظر صاف ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کو عزت دینے والا ہی عزت والا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دوسروں سے مخلص انسان دراصل خود سے مخلص ہے۔

☆☆☆☆☆

تنہائی میں باعزت رہنے والا ہی محفل میں عزت کے قابل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تنہائیوں میں رب العزت کا خیال قائم رکھنے والے کی، خدا محافل میں عزت کا خیال رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اِشتعال، کمال کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دِین اور دنیا ایکدوسرے سے جدا نہیں۔ دِین دار کی دنیا بھی دِین ہے۔

☆☆☆☆☆

ہر خوشی ناپائیدار ہے چاہے اپنی ہو یا دوسرے کی۔ لہذا اپنی خوشی پر خوش اور دوسرے کی خوشی پر غمگین ہونے کا کوئی جواز نہیں۔ تو پھر حسد کا ہے کا؟

☆☆☆☆☆

اگر دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی تصور کر لیا جائے تو انسان حسد سے بچ جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خود پسند، حاسد بھی ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حاسد کا کسی کی خوبی سے حسد کرنا، اُس خوبی سے اُسکی اپنی محرومی کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

حاسد کی نظرِ بند ہی اُسکی نظرِ بد سے بچا سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خود پسند، دوسروں کے لیے فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆☆☆

خود پسندی، دردمندی کی ضد ہے۔

☆☆☆☆☆

خود پسند، خدا کو ناپسند ہے۔

☆☆☆☆☆

تسکینِ قلب اور تسکینِ نفس میں تمیز کرنا، حق اور باطل میں تمیز کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

تسکینِ قلب میں روح لطافت جبکہ تسکینِ نفس میں روح کثافت کی حالت سے گزرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

انسانی ذات کے اندر روح کی لطافت کے نتیجے میں سکون جبکہ روح کی کثافت کے نتیجے میں بے سکونی کا اِحساس جنم لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سکونِ قلب کے متلاشی کو خدا کی طلب پیدا کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

سکونِ قلب، رب کے راضی ہونے کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

سکونِ قلب، دنیا کی کم طلب میں ہے۔

☆☆☆☆☆

قلب کے بدلنے سے، طلب بدل جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کے اندر کی صحبت، باہر کی صحبت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خیالات کی صحبت، نصیب بناتی یا بگاڑتی ہے۔

☆☆☆☆☆

نصیب دو طرح کا ہوتا ہے۔۔۔ فانی یا لافانی۔ فانی نصیب اس دنیا تک محدود ہوتا ہے جبکہ لافانی نصیب کی حد آخرت ہے۔

☆☆☆☆☆

فانی حصول پر مان کرنیوالا، بے ایمان ہے۔

☆☆☆☆☆

لافانی پر مان، انسان کو پروان چڑھاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فانی کی یاد، قید کی مانند ہے۔

☆☆☆☆☆

لافانی کی یاد میں آباد انسان ہی آزاد انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

صِلہ سے بے نیاز محنت، وجہِ شہرت بن جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خالق وہ مالک ہے، جو مالکوں کا بھی خالق ہے۔

☆☆☆☆☆

ربِ کریم کی محبت، اُسکے محبوب ﷺ کی محبت میں پنہاں ہے۔

☆☆☆☆☆

نبی پاک ﷺ کی ذاتِ اقدس کی تخلیق، خدا کا اِس کائنات پر احسانِ عظیم ہے۔

☆☆☆☆☆

انسانی عظمت کی انتہا، مقامِ مصطفےٰ ﷺ ہے جس سے آگے صِرف خدا ہے۔

☆☆☆☆☆

مصّور کے شاہکار کی تعریف ہی مصّور کی تعریف ہے۔لہذا احمدؐ کی تعریف بھی دراصل خدا کی حمد ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کُل کا خیال کرنیوالا ہی مکمل ہوسکتا ہے اور وہ صرف خالق ہے۔ اور خالق کی اس صفت کا مظہر، رحمت اللعالمین ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا کو پانا چاہتے ہو تو اپنی ذات میں کوئی ایک صفتِ الٰہی پیدا کرلو، خدا مل جائے گا۔ اور محبتِ محبوب الٰہی سب سے بڑی صفتِ الٰہی ہے، جسکا نتیجہ کائنات ہے۔

☆☆☆☆☆

صادق اُسے کہتے ہیں جو پہلے تصدیق کرے پھر بات کرے۔ لہذا نبی کریم ﷺ نے جو بات بھی کہی، اُسکی پہلے تصدیق کی۔۔۔ خواہ وہ خدا کی ذات کی بات تھی یا کائنات کی۔

☆☆☆☆☆

محبوبِ الٰہی ﷺ کی یاد، قربِ الٰہی کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

مخلوقِ خدا میں مدینۃ العلم ﷺ اور باب العلمؑ کے مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آدمؑ کو عِلم کی بنیاد پر فرشتوں پر فوقیت ملی۔

☆☆☆☆☆

باب العلمؑ کے سوالی کو علمِ عرفان کی خیرات مِلتی ہے۔

☆☆☆☆☆

علیؑ خانہ خدا میں کِھلی علم وشجاعت کی وہ کلی ہے جسکی خوشبو چارسُو پھیلی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مُشکلوں کو مُشکلوں میں ڈالنے والا ہی مُشکل کُشا ہوسکتا ہے۔اور وہ مخلوقِ خدا میں علیؑ کی ذات کے سوا کوئی نہیں دکھائی دیتا۔

☆☆☆☆☆

علیؑ کی طرح جینے والا ہی حُسینؑ کی طرح شہید ہوسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

پاک بی بی فاطمہؑ کا نام لینے سے ہی خیال کی بُرائی کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حسنؑ کے نام سے حُسنِ خیال اور حسینؑ کے نام سے حَسین عمل وجود میں آتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ہر نیک عمل قربانی سے مشروط ہے لہذا جتنی بڑی قربانی اتنی بڑی نیکی۔خدا کی راہ میں جان کو قربان کرنا سب سے بڑا نیک عمل ہے۔مولا حسینؑ، سید الشہدا ء ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نیک کاروں کے بھی سردار ہیں۔

☆☆☆☆☆

دِین کو زینت بخشنے والی ہستی کا نام، زینبؑ ہے۔

☆☆☆☆☆

عباسؑ کا نام، وفا کی پیاس بُجھاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اِسلام کی سربلندی کا نام، علی اکبرؑ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سکینہؑ وہ ذات ہے جس کے نام کے صدقے میں سُکھ نصیب ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

اِسلام کو جس پر فخر ہے، وہ علی اصغرؑ ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنے وجود کو دِین پر تقسیم کرنے والے کا نام، قاسمؑ ہے۔

☆☆☆☆☆

اِسلام کے کمسن پودے کو سینچنے میں کمسن عونؑ و محمدؑ کا خون بھی شامل ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا کا نائبؑ وہ ہے، جو غیب میں ہے۔

☆☆☆☆☆

اطاعتِ قائمؑ میں ہی حیاتِ دائم ہے۔

☆☆☆☆☆

اُنہیؑ کے نام کو دوام ہے، جن کی ذات میں کوئی خام نہیں۔

☆☆☆☆☆

خدا سے محبت کے صِلے میں، خدا والوں کے دِلوں میں آپ کے لیے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خدا والوں سے محبت کے نتیجے میں، خدا آپ سے محبت کرنے لگتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مؤدتِ اہلِ بیتِ اطہارؑ، نبی کریم ﷺ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی محبت، خدا کی محبت کی ضمانت ہے۔ لہذا مؤدتِ اہلِ بیتِ اطہارؑ، خدا کی عطا کردہ نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور یہ نعمت صرف اہلِ بیتِ اطہارؑ کی خوشی اور غم کو منانے سے نہیں بلکہ اُنؑ کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ربِ کریم کا دِیدار صرف نبی کریم ﷺ کے چاہنے والوں کو ہی نصیب ہوگا کیونکہ خدا کی محافل کے مہمانِ خصوصی، خدا کے حبیب ﷺ ہیں۔ اور محافل میں مہمانِ خصوصی کے چاہنے والوں کو ہی مدعو کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

رحمت اللعالمین ﷺ کی قربت کا نام جنت اور انؐ سے دُوری کا نام دوزخ ہے۔

☆☆☆☆☆

مدینہ و نجف کی فضا سے علم کی غذا ملتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مدینہ و نجف کی فضا میں ہی دردِ دِل والوں کی دوا ہے۔

☆☆☆☆☆

دردِ دِل رکھنے والوں کو ہی، درِ حبیب ﷺ نصیب ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اللہ کے حبیب ﷺ کا رقیب، بدنصیب ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اللہ پاک نے فرشتوں کی عبادت کو قبول کرنے میں آدمؑ کو وسیلہ بنایا اور اُس وسیلے سے انکار کرنیوالا شیطان ٹھہرا۔لہذا وسیلے سے انکار کرنیوالا، انسان نہیں شیطان ہے۔

☆☆☆☆☆

واسطہ، درحقیقت منزل تک پہنچنے کا راستہ ہے۔

☆☆☆☆☆

وسیلہ،قبیلہ کی مانند ہے جس سے انسان کی پہچان ہے۔

☆☆☆☆☆

ماں کا نام باعثِ تسکین اور ماں کی ذات باعثِ تکمیل ہے۔

☆☆☆☆☆

ماں، رحمتوں کا جہاں ہے۔

☆☆☆☆☆

والدین کی خوشنودی، خوش نصیبی کی ضمانت ہے۔

☆☆☆☆☆

بہن، گھر کا چین اور عزت کا گہن ہے۔

☆☆☆☆☆

بھائی سے اچھائی کرنیوالا دراصل اپنی ہی بھلائی کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

شریکِ حیات میں چھپی ، انسان کی کائنات ہے۔

☆☆☆☆☆

رشتوں کو فرشتوں کی مانند مُقدس سمجھنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

جن سے مل کر خون بڑھے، وہی خونی رشتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

دوست، "ایک ست" ہونیوالے کو کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سیّد وہ ہوتا ہے، جو نفس میں مقیّد نہ ہو۔

☆☆☆☆☆

بے لوث محبت پانے کے لیے انسان کو اپنی ذات میں بچوں جیسی معصومیّت پیدا کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

باسیرت انسان ہی بصیرت افروز ہوتا ہے۔اور بصیرت افروز انسان، حسنِ صورت کی بجائے حسنِ سیرت کا قائل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خالق کی رضا میں جسکی رضا ہے، وہی دانا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دانا ہی، بینا ہے۔

☆☆☆☆☆

دانائی، سب سے بڑی خدائی نعمت ہے۔

☆☆☆☆☆

رب جس سے خوش ہوتا ہے، اُسے حق سے وابستہ کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

یقین میں "لیکن" نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

رب کے حضور "کب" والا سوال نہیں کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

اچھی نیت رکھنے والے سے سرزد ہوئی غلطی بھی دُرست سمت اختیار کر لیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ہر وہ بات اور سلوک جو آپ کے مزاج کے خلاف ہو، اس پر ویسا ردِعمل ظاہر نہ کرنا ہی برداشت کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

برداشت کرنیوالا، شکر کا پھل کاشت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

برداشت کرنیوالے کی، اللہ نگہداشت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

برداشت کرنیوالا، اچھی یادداشت کا حصّہ بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

برداشت، کمالِ ذات کا پیمانہ ہے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح کھایا ہوا کھانا انسان کے وجود کا حصّہ بن جاتا ہے، اسی طرح ہر دیکھا ہوا نظارہ، ہر سُنی ہوئی بات اور ہر آیا ہوا خیال انسان کی ذات کا حصّہ بن جاتا ہے۔ لہذا جس طرح کھانے میں انسان حلال اور حرام کی تمیز کرتا ہے، اسی طرح دیکھنے، سُننے اور سوچنے میں بھی حلال اور حرام کی تمیز کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

بڑی ذات، چھوٹی خواہشات کی مرتکب نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆

مخلوقِ خدا کا بھرم رکھنے والے پر ہی خدا کا کرم ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش فہمی، کم فہمی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

مُستجاب قربانی، خدا کی مہربانی سے مشروط ہے۔

☆☆☆☆☆

حسین دل رکھنے والوں کو ہی حُسنِ نظر عطا ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نفسانی لذتیں عموماً ذِلتیں بن جاتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

سختیاں کاٹنے سے ہی پختگیاں آتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

مُتکبر شخص کے ساتھ عاجزی سے پیش آنا، اس کے تکبر میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان اپنے متعلق جیسا گمان کرتا ہے ویسا بن جاتا ہے۔ کیونکہ گمان، یقین اور یقین تکمیل میں بدل جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھے گمان کے نتائج بھی اچھے ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

کسی کی بُرائی بیان کرنا، اپنی سوچ کے بُرا ہونے کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کو خود سے کمتر جاننا، اپنی سوچ کے کمتر ہونے کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

خود کو سمجھانا بھی، خدا کو سمجھنے کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بعض اوقات بگڑے ہوئے کام کے مزید بگڑنے سے اِصلاح کا اِمکان پیدا ہوجاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تخریب کی انتہا، تعمیر کی ابتداء کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

اس دنیا میں پہلی نعمت کا نام زندگی اور آخری نعمت کا نام موت ہے۔

☆☆☆☆☆

جسے خالق کی فکر عطا ہوجائے، وہ باقی فکروں سے نجات پاجاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خالق پر چھوڑے ہوئے فیصلے مُراد پاجاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بامقصد زندگی بے جا پریشانیوں سے محفوظ رہتی ہے۔ جب انسان کی توجہ کسی ایک نقطے (مقصد) پر مرکوز ہوجائے تو باقی مسائلِ زندگی اسکی پریشانی کا باعث نہیں ہوتے۔ کیونکہ انسان جسے اہمیت دیتا ہے اسی کے حوالے سے پریشان ہوتا ہے۔ لہٰذا بامقصد زندگی گزارنے والا انسان اپنے مقصد کو اہم سمجھتا ہے اور باقی بے جا پریشانیوں سے بچ جاتا ہے جو کہ بے مقصد زندگی گزارنے والوں کو درپیش ہوتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

مقصد وہ ہوتا ہے جس پر خواہشات قربان کی جاسکیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بامقصد انسان کی زندگی اُسکی مرضی کے مطابق، جبکہ بے مقصد انسان کی زندگی حالات کے مطابق گزرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بامقصد انسان زمانے کو تسخیر کرتا ہے جبکہ بے مقصد انسان کو زمانہ استعمال کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں بامقصد انسان اپنی زندگی کا مالک اور بے مقصد انسان اپنی زندگی کا محتاج ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بامقصد زندگی، بامقدّر اور بے مقصد زندگی بے مقدر زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆

بامقصد زندگی خواہشات سے پاک جبکہ بے مقصد زندگی خواہشات سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بامقصد انسان کو کائنات کی ہر شئے میں مقصدیت نظر آتی ہے جبکہ بے مقصد انسان کو تمام کائنات ہی بے مقصد لگتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مقصد سے عشق کا نام شوق ہے اور باشوق زندگی بقا کی حامل ہے۔

☆☆☆☆☆

زندگی کا لُطف بامقصد زندگی میں ہے جبکہ بے مقصد زندگی بے لُطف زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان کا مقصدِ حیات اسے اپنی ذات سے متعارف کروانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسانی ذات میں چھپی کائنات کی دریافت ہی انسان کا مقصدِ حیات ہے۔

☆☆☆☆☆

اعلیٰ مقصد کی حامل ذات، اعلیٰ سوچ کی عکاس ہے۔ اور اعلیٰ سوچ کی حامل ذات، اعلیٰ مقام کی حقدار ہے کیونکہ اعلیٰ سوچ ہی اعلیٰ عمل کو جنم دیتی ہے۔ اور اعلیٰ عمل کا نتیجہ، اعلیٰ تقدیر ہے۔

☆☆☆☆☆

چلتے رہنے سے ہی منزل تک کا سفر طے ہوتا ہے۔ لہذا کامیابی کی منزل ثابت قدمی سے مشروط ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کو ہوا سے چلنے کا فن سیکھنا چاہیے جو راستے میں حائل رکاوٹوں سے ٹکرا کر رُکتی نہیں بلکہ منزل کی طرف آگے بڑھ جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھی نیّت کے مالک کی تقدیر بھی اچھی ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھی نیّت کا مالک مطمئین زندگی گزارتا ہے۔ اور مطمئین زندگی، خوش نصیبی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مطمئین انسان شُکر کے مقام پر فائض ہوتا ہے۔اور شُکر کا مقام خوش نصیبی کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

مومن ہمیشہ مطمئن زندگی گزارتا ہے کیونکہ ایمان کا ثمر اطمینان ہے۔

☆☆☆☆☆

کُفر کا نتیجہ بے سکونی اور بے سکونی بد نصیبی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

وقت سے پہلے کسی چیز کا حصول اس چیز کی وقعت کو کم کر دیتا ہے یا حاصل کرنے والے کو اسکی اوقات بھلا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کنجوس وہ بد نصیب ہے جو خود کو اپنی دولت خرچ کرنے کے اختیار سے محروم رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

شکم کی بھوک کا بڑھنا دراصل نفس کا طاقتور ہونا ہے۔اور نفس کا طاقتور ہونا درحقیقت روح کا کمزور پڑنا ہے۔

☆☆☆☆☆

لطیف روحوں کی جسمانی غذا بھی لطیف ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بعض اوقات انسان ایک بات کئی دفعہ سُننے کے باوجود بھی نہیں سمجھ پاتا۔ لیکن کوئی شخص وہی بات ایک دفعہ کہتا ہے تو اُسکی بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ کیونکہ باعمل انسان کی بات میں تاثیر ہوتی ہے، اسی لیے باعمل انسان ہی اُستاد بننے کے قابل ہوتا ہے۔ لہذا اگر سمجھانے والے کی سمجھ آجائے تو اُسے اُستاد کا درجہ دے دو۔

☆☆☆☆☆

اُستاد وہ ہے، جو تمہیں تم سے آشنا کرائے۔

☆☆☆☆☆

قدرت کے اشاروں کو سمجھنے والا، بصیرت افروز ہے۔

☆☆☆☆☆

جسے وجد کی آن سمجھ آجائے، اُسے وجدان کی شان سے نواز دیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ہم مزاج ہمسفر کا ساتھ، کٹھن راستوں کو بھی آسان بنا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

پتھروں سے گرنے کا حوصلہ رکھنے والے ہی چوٹیوں کو سَر کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

راستوں اور سمتوں کے تعیّن کی اہمیت اتنی ہی ہے جتنی منزلوں کی۔

☆☆☆☆☆

دنیا سے بے نیازی، سرفرازی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جہاد کے لیے اِتحاد کا ہونا لازم ہے۔ اِتحاد دراصل سوچوں، طاقتوں اور افراد کے ایک مرکز پر اکھٹے ہونے کا نام ہے۔

☆☆☆☆☆

اِتحاد سے اِعتماد بڑھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جسے یکسوئی حاصل ہو، اُس سے یکجا ہو کر مستفید ہو جاؤ۔

☆☆☆☆☆

اپنے وجود سے بالاتر سوچ کی حامل ذات میں ہی خالق کے موجود ہونے کا اِحساس اُجاگر ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

وجود سے بالاتر سوچ ہی دنیا سے بالاتر مقامات تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

روح کی توانائی، جسم کی توانائی کی محتاج نہیں۔

☆☆☆☆☆

تخلیق کاری خالق کی صفت ہے اور خالق کی طرف سے ہی مخلوق کو ودیعت کی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

عمل کے اندر چھپے ہوئے نتیجے کا نام تقدیر ہے۔ "کُن "ایک عمل ہے اور "فیکون "اسکا نتیجہ۔ لہذا مخلوق خالق کے عمل کی تقدیر ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حال میں کیے گئے عمل کا مستقبل میں انجام تقدیر ہے اور اس تقدیر کو جاننے کا نام، بصیرت افروزی ہے۔

☆☆☆☆☆

منزل کی طرف بڑھنے والا پہلا قدم، آخری قدم کی پشین گوئی کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کچھ کرنے سے ہی کچھ ہونے کا سفر شروع ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کو پریشان کرنیوالا، خود آسان زندگی نہیں گزار سکتا۔

☆☆☆☆☆

مذاق، ذوق کے مطابق ہونا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

اُنہی سے ملو، جن سے مزاج ملے۔

☆☆☆☆☆

اِنکساری، لاچاری سے بچا لیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

حریف کی خوبی کی تعریف کرنا بھی خوبی ہے۔

☆☆☆☆☆

ابنِ آدم اپنے اندر کے حیوان کو مار کر ہی انسان کی درجے پر فائض ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جوانی، نیکی اور گناہ کی بانی ہے۔

☆☆☆☆☆

نادانی سے پاک جوانی، بزرگی کی نشانی ہے۔

☆☆☆☆☆

اِحساس کا بیان، خاموشی کی زبان ہے۔

☆☆☆☆☆

دِینداری کی پہلی شرط، ایمانداری ہے۔

☆☆☆☆☆

مہمان نوازی، رحمتوں کی درازی کا باعث ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی چیز، انسان، یا خیال کا ساتھ حوصلہ بڑھاتا ہے۔ اور جسے اللہ کا خیال عطا ہو جائے، وہ حوصلہ مند ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

آزمائش سے صلاحیت کی پیمائش ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

امتحان میں اُسے ڈالا جاتا ہے، جسے کوئی مقام عطا کرنا ہو۔

☆☆☆☆☆

اطمینان ہمیشہ امتحان سے گزر کا حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سُکھ دینے والا، سُکھی ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سُکھی کا شکر، دُکھی کا خیال کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

ظاہر اور باطن کا فرق خود اعتمادی میں کمی کا باعث ہے۔

☆☆☆☆☆

باطن کا سکون، خود اعتمادی پیدا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کے کام آنا، اُسکے دل میں اچھا مقام بنانا ہے۔

☆☆☆☆☆

فرد کے درد کی دوا ہی خدا کی پرواہ ہے۔

☆☆☆☆☆

روٹھے ہوؤں کو منانا درحقیقت خدا کو منانا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوچ کی موج کو اگر کوئی سمت مل جائے تو وہ دربدر بھٹک کر گمنام ہونے کی بجائے ساحل کو چھو کر کوئی نام پا لیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مُعتبر منزلوں کے مسافروں کا سفر بھی مُعتبر ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

معاف کرنے سے دل ودماغ کی گندگی صاف ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

معافی، غلطی کی تلافی کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی خوشی اور دوسرے کے غم میں یاد رکھنے والا، کبھی بُھلایا نہیں جا سکتا۔

☆☆☆☆☆

خواہش سے حاصل تک کا دورانیہ صبر سے منسوب ہے۔ اور اس دورانیے کا نہ ہونا شکر کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

کثرتِ خواہشات، حسرتِ ذات بن جاتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

بے عمل کو زندگی، بے دخل کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بے کار، بے وقار ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بیمار، لاچار نہیں بلکہ لاچار بیمار ہے۔

☆☆☆☆☆

بے سبب دل کی اُداسی، آنیوالے غم کی عکاسی کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

رب کا بندہ، کبھی عقل کا اندھا نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆☆☆

نفس کی خواہش کے غلبے والا لمحہ، خدا کے قریب ہونے والا لمحہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جہاں خدا کسی کے لیے آسانی پیدا کر رہا ہو، وہاں کبھی اُس کے لیے رکاوٹ پیدا نہ کرو۔ کیونکہ یہ خدا کا معاملہ ہے اور خدا اپنے معاملے میں دخل اندازی کو پسند نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆

خدا کے معاملے میں دخل اندازی کرنے والا، اپنے ہی عمل کی گرفت میں آ کر عبرت کا نشان بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جو ہو چُکا، وہی ہونا تھا تو پھر پچھتاوا کیسا؟

☆☆☆☆☆

غیر ارادی حرکات، انسان کے ارادوں کی ترجمان ہوتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

جسے خدا کے قریب ہونے کا جتنا یقین ہے، خدا اسکے اتنا ہی قریب ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کی عظمت، احسان کرنے میں ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باکردار ہی بامُراد ہے۔

☆☆☆☆☆

تنقید کرنیوالے کو دوسرے کی توقیر کا خیال رکھنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

تنقید ہمیشہ مُفید ہونی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

عِلمی ترتیب کا نام، تربیّت ہے۔

☆☆☆☆☆

تربیّت ہمیشہ طبیعت کے مطابق کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

جوانسان مخلوقِ خدا کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا، خدا اُسکے ساتھ زیادتی ہونے نہیں دیتا۔

☆☆☆☆☆

خدا کے حکم کی بجا آوری، یقین محکم کا باعث ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنے جذبات کی نگرانی کرنیوالا ہی اپنی ذات کا حکمران ہے۔

☆☆☆☆☆

جو اپنی ذات کا حکمران نہیں، وہ نفس کا غلام ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نفس کو ناراض کرنیوالا، رب کو راضی کرلیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کی رضا کو اپنی رضا نہ بنانا ہی اُسے ناراض کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

راہنما کی راہ اختیار نہ کرنے والا، منافق ہے۔

☆☆☆☆☆

ناکامی کا ڈر، کامیابی کی جڑ کو کمزور کردیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

آج کا غم اگر کل کی خوشی ہے تو اس پر رنجیدہ نہ ہو۔ اور اگر آج کی خوشی کل کا غم ہے تو اس پر خوش نہ ہو۔

☆☆☆☆☆

ہر فانی خوشی، کل کا غم ہے۔

☆☆☆☆☆

زندگی میں اگر کوئی ایسا لمحہ نصیب ہو، جس میں سکونِ قلب میسّر آ جائے تو باقی زندگی اسی لمحے والی حالت میں گزار دو۔

☆☆☆☆☆

لاعلمی کو علم ظاہر کرنیوالے کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

علمِ عرفان پانے والا دنیا میں مہمان بن کر رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اللہ والوں میں کوئی بَل نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

جنکی رضا خدا کی رضا میں ہو، اُنھیں راضی رکھنے سے خدا راضی ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جن کے اندر خالق کا چرچا ہو جائے، اُنکا چرچا مخلوق میں ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

قادرِ مطلق کے فیصلوں کی قدر کرنیوالا، بامُقدر ہے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح قدم اُٹھانے سے راستے نظر آنے لگ جاتے ہیں، اسی طرح سوچنے سے خیالات کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

روحانی ذات کی بات، روح پر اثر انداز ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی قبر کی خبر رکھنے والا ہی باخبر ہے۔

☆☆☆☆☆

سچّی کھوج انسان کو سچّی سوچ کا مالک بنا دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اپنی ذات کی تحقیق کرنیوالا، حق کو پالیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خالق کے سامنے باشرم رہنے والا، مخلوق میں شرمندہ نہیں کیا جاتا۔

☆☆☆☆☆

غصہ کرنا، اپنے دماغ میں بھُسا بھرنے کے مترادف ہے۔

☆☆☆☆☆

دانا وہ ہے، جو غصّے کو اچھے قصّے میں بدل دے۔

☆☆☆☆☆

خود پرست، خدا پرست نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆☆☆

اَنا سے پناہ کی دُعا مانگتے رہنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

بخیل وہ ہے، جو اپنے عمل کی تحویل کو قلیل کرلے۔

☆☆☆☆☆

بخیل انسان کی دنیا وآخرت دونوں سختی میں کٹتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

اُس سے دُوری اختیار کرو، جو قریب رہ کر بھی دُور ہو۔ اور اُسکی قُربت اختیار کرو، جو دُور رہ کر بھی قریب ہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جو حال پر راضی ہے، اسی کے حق میں قسمت کی بازی ہے۔

☆☆☆☆☆

کامیاب ازدواجی زندگی، ذہنی و قلبی ملاپ سے مشروط ہے۔

☆☆☆☆☆

مومن وہ ہے جو باطل کے سامنے چٹان اور حق کے سامنے موم بن جائے۔

☆☆☆☆☆

انسان کی طبیعت سے اسکی تربیّت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسانی قدروں کا خیال رکھنے سے ہی کسی کی قدر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خیال کا پیچھا کرنیوالا، خیال عطا کرنیوالے تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دِل کو خانہ خدا بنالو، لوگ تمہارے گرد طواف کرنا شروع کر دیں گے۔

☆☆☆☆☆

جھوٹی اَنا، انسان کو فنا کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بے اُمنگ زندگی، بے ڈھنگ زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جلد بازی کا نتیجہ، غلط بازی ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات کو بربادی سے بچانا ہی دراصل بُردباری ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنے والوں کو، خدا ہدایت نہیں دیتا۔

☆☆☆☆☆

سُستی، ناپختگی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان اشرف المخلوقات کہلانے کا حقدار تب ہوتا ہے جب اسکی سوچ حیوانی خیالات کی بجائے انسانی خیالات کو قبول کرنا شروع کردے۔

☆☆☆☆☆

ذکرِ خدا میں چلنے والے قلب کا کلام بھی رب کا الہام ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کی آس کا پاس رکھنے والا، اُسکی نظر میں خاص بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

یاس کو آس میں بدلنے والا، الماس بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نفس کو قید کرنیوالا ہی آزاد ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جو پُرانے رشتے نبھانے کے قابل نہ ہو، وہ نئے رشتے کیسے بنا سکتا ہے؟

☆☆☆☆☆

جس معاشرے میں پیسے کی قدر ہو، وہاں ایسے ویسے ہی اقتدار میں ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

مثبت سوچ پر ثابت قدم رہنے والوں کا ہی خیر مقدّم ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مثبت سوچ کا صِلہ، اطمینان ہے۔

☆☆☆☆☆

سرشاری کی کیفیت میں ہی اپنی اہمیّت کا اِدراک ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

با مقصد انسان کو زندگی گزارنے کا موقف مل جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسانی سوچ، سمندری موج کی مانند ہے۔

☆☆☆☆☆

بناوٹ، اُکتاہٹ کو جنم دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کو شرمسار کرنیوالا درحقیقت بے شرم ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نام، کام سے وابستہ ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کی حقیقت آزمانی ہو تو اُس سے کچھ عرصے کی دُوری اختیار کر کے مِلو، حقیقت واضح ہو جائے گی۔

☆☆☆☆☆

فانی طلب کمزوری جبکہ لافانی طلب انسان کو طاقت بخشتی ہے۔

☆☆☆☆☆

عزیتیں رب العزت سے ناطہ جوڑنے والوں کا مقدر بن جاتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

عاجز انسان سے عاجزی سے پیش آنا ہی فیاضی ہے۔

☆☆☆☆☆

مناسب الفاظ کا مناسب اوقات میں استعمال، عاقل کی پہچان ہے۔

☆☆☆☆☆

مقررہ وقت کا انتظار، صبر کہلاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دل کی بینائی کا نتیجہ، دانائی ہے۔

☆☆☆☆☆

صُحبت سے محبت ظاہر ہوتی ہے۔ محبت سے نسبت بنتی ہے۔ اور نسبت نصیب پر اثر انداز ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تھکانے والا لمحہ ہی بنانے والا لمحہ ہے۔

☆☆☆☆☆

عطا کرنے والے کو مانگنے سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بدی، انسانی سوچ کی ندی کا پانی گندلا کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مخلوق کا خیال رکھنے والے کو، خالق کا خیال عطا ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مخلوقِ خدا سے کی ہوئی اچھائی ہی حقیقی کمائی ہے۔

☆☆☆☆☆

بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرنے میں ہی دانائی ہے۔

☆☆☆☆☆

کاذب، حق کا جاذب نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆

کم ظرف انسان اپنی غلطی کو دُور کرنے کی بجائے غلطی کا اِحساس دلانے والے مُحسن سے دُور ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جسم، خون اور ملک قانون پر چلتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انتخاب، جزاوسزا کا باب ہے۔

☆☆☆☆☆

منزل کا خیال، انسان کو منزل کیطرف سرگرداں رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

میں سے تُو تک کا سفر مخلوق سے خالق تک کا سفر ہے۔

☆☆☆☆☆

مزاج آشنا ہی راز آشنا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سفر کو منزل سمجھنا بھی کُفر ہے۔

☆☆☆☆☆

جب بچہ مکمل طور پر ماں پر انحصار کرتا ہے تو وہ ماں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ اور جب خود پر انحصار کرنا شروع کرتا ہے تو ماں کی توجہ بھی اُسکی طرف سے کم ہو جاتی ہے۔ یہی معاملہ خدا اور انسان کے درمیان ہے۔

☆☆☆☆☆

حالات کو مات دینے والا ہی آفات پر قابو پا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

معبود کے موجود ہونے کا احساس، وجود کی قیود سے رہائی دِلاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جسمانی طور پر بے غرض انسان، روحانی طور پر بے مرض انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

عقل، شکل کی محتاج نہیں۔

☆☆☆☆☆

رحمانی خیال کی بزم میں رہنے والا، حال کی رمز سے واقف ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

صابر وہ ہے جو اُمید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ جبکہ شاکر آس و یاس سے اگلے مقام پر فائز ہوتا ہے جو کہ رضا کا مقام ہے۔

☆☆☆☆☆

صبر کرنیوالوں کے لیے قبر، شُکر کا مقام ہے۔

☆☆☆☆☆

صبر کرنیوالے کے لیے ہی خوشی کی خبر ہے۔

☆☆☆☆☆

صبر، انتخاب کی وسعت بڑھا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

شُکر کی حالت، کُفر کی حالت سے محفوظ رکھتی ہے۔

☆☆☆☆☆

عمل کی درستگی، عملی شُکر ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مکر کرنیوالے کا شکر بھی کفر ہے۔

☆☆☆☆☆

فقر کرنیوالا، کفر سے محفوظ رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

فقر، دل کے قفل کی کنجی ہے۔

☆☆☆☆☆

فقر، اللہ والوں کا فخر ہے۔

☆☆☆☆☆

فقر، انسان کو نظر عطا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

زندگی رب تعالیٰ کی امانت ہے اور امانتوں کو بہتر صورت میں لوٹانے کا حکم ہے۔

☆☆☆☆☆

اسرار کا کشف خالق کی امانت ہے جو کہ امین کو سونپی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

راز کو راز رکھنا بھی ایک محاذ ہے اور اس محاذ کو کامیابی سے عبور کرنا بھی جہاد ہے۔

☆☆☆☆☆

اگر زندگی کا سفر صبر کے ساتھ طے کیا جائے تو موت شکر کی منزل بن جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حق کو جان کر جان دینے والا ہی شہادت کے رُتبے پر فائض ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حق کو جاننا، جان دینے سے زیادہ مشکل ہے۔

☆☆☆☆☆

بول کے خول میں چھپا ہوا انسان، اپنے خیال سے بے نقاب ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عُمر کی زبانی بیان ہونیوالی حَسین کہانی کا نام جوانی ہے۔

☆☆☆☆☆

بڑھاپا، دراصل اکلاپا ہے۔

☆☆☆☆☆

پردیس میں یادوں کا دیس ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کے کام آنیوالا، عام نہیں رہتا۔

☆☆☆☆☆

مال کا خیال بھی وبال ہے۔

☆☆☆☆☆

مردِ مومن وہ ہے، جسکا دِل مُردہ نہ ہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مخلص انسان کو کسی بات کا اِحساس دِلاّنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مخلص انسان حساس طبیعت کا مالک ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بندہ خدا کی زندگی خدا کے بندوں کے لیے وقف ہوتی ہے اور وہی اسکی بندگی ہے۔

☆☆☆☆☆

مُرشد، خیال کی رُشدگی کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی پہچان میں، خالق کی شان پنہاں ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنوں سے بیگانگی، دیوانگی کی ایک شکل ہے۔

☆☆☆☆☆

جو دینے سے کبھی کَنّی نہ کترائے، وہی غنی ہے۔

☆☆☆☆☆

مشکل کا لفظ، کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان اپنی محبوب چیزوں سے منسوب ہوتا ہے۔ اور نسبت انسان کی قسمت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لہذا محبت، قسمت کی کسوٹی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان جس سے منسوب ہو، اُسکی ذمہ داری بن جاتا ہے۔ لہذا یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ خود کو کتنی ذمہ دار ذات سے منسوب کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دِل کے جہان کا سامان، اطمینان ہے۔

☆☆☆☆☆

خواہش سے حاصل تک کا سفر، انسانی مقام کا مظہر ہے۔

☆☆☆☆☆

جس میں انسان کا دھیان ہے، وہی اسکی پہچان ہے۔

☆☆☆☆☆

لافانی جہان تک رسائی حاصل کرنیوالا، فانی جہان سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح دِل کی زبان دِل والا ہی جان سکتا ہے، اسی طرح اللہ کی بات اللہ والا ہی سمجھا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مخلص انسان سے مشورہ لے کر اُس پر عمل نہ کرنا، اسکے اخلاص پر شک کرنے کے مترادف ہے۔

☆☆☆☆☆

محنتی انسان ہی قیمتی انسان ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان اپنے کام سے اہم ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حُسنِ ظن، حَسین مَن کی بدولت ہے۔

☆☆☆☆☆

کفایت کرنیوالا، مزید عنایت کا حقدار ہے۔

☆☆☆☆☆

کم ظرف کی ایک پہچان، اَسراف بھی ہے۔

☆☆☆☆☆

کم ظرف، خالق کی رمز سمجھنے کا اہل نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆☆☆

کسی کے متعلق نیک خواہشات رکھنے والوں کا زیادہ ہونا، اسکے نیک بخت ہونے کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

جس کام میں دوسروں کا استحصال کر کے تمہاری ذات کو فائدہ ہو، اُس کام میں کامیابی ناکامی سے بدتر ہے۔

☆☆☆☆☆

ہر رنگ شوق کا رنگ ہے اور شوق کے رنگ میں ہی زندگی کی اُمنگ ہے۔لہذا بے رنگ زندگی وہ ہے، جس میں کوئی اُمنگ نہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

لافانی رنگ کے سنگ گزری ہوئی زندگی، لافانی ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

رنگین جوانی کا انجام، سنگین ہے۔

☆☆☆☆☆

غلطی تسلیم کرنیوالا ہی درستگی کی طرف قدم بڑھا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی کمزوری کو چھپانے والا کمزور اور اعتراف کرنیوالا طاقتور ہے۔

☆☆☆☆☆

بغیر رحمت کے محنت بھی زحمت ہے۔

☆☆☆☆☆

دِل کی وسعت، حلقہ احباب میں وسعت پیدا کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح نیک سوچ کا مالک بُرے اعمال کا مُرتکب نہیں ہو سکتا، اسی طرح بُرے اعمال کا ارتکاب کرنے والا نیک سوچ کا مالک نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆

انسان کو ہر عمل سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیے آیکہ اِس عمل کے بعد وہ خدا کے سامنے میں شکرگزار ہو گا یا شرمسار؟

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سکون یا بے سکونی تمہارے عمل کا، عمل تمہارے خیال کا اور خیال تمہاری سوچ کے اختیار کا نتیجہ ہے۔

☆☆☆☆☆

مَن کا سکون، مِن اللہ ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا اپنی ذات پر اعتبار کرنیوالے کو، کبھی رسوا نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆

غلطی پر اِترانا، کمبختی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

خوش نصیب وہ ہے جس کی خوشی پائیدار ہے۔ اور پائیدار خوشی، صرف لافانی خوشی ہے۔

☆☆☆☆☆

ضروریات کی خاطر خواہشات قربان کرنے کے نتیجے میں خوشی ملتی ہے۔ اور خواہشات کی خاطر ضروریات کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں پریشانی پیدا ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کی نظر میں چیزوں سے اپنی اہمیت بڑھانے والا، نظر سے گر جاتا ہے۔ جبکہ دوسروں کو اپنی چیزوں پر فوقیت دینے والا، دل میں اُتر جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

محبت خیال کی عظمت کا ذریعہ ہے۔ اور خیال کی عظمت، انسانی عظمت کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

روح کی طاقت کا اندازہ، خیال کی طاقت سے لگایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عقلِ سلیم کو ہی سلامتی والا خیال نصیب ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

قرابت داروں کا خیال رکھنے والا، رب کے قریب ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تم خدا کی رضا کی خاطر اپنی کسی نفسانی خواہش کو ترک کر دو، خدا اس کے بدلے میں تمہاری کئی جائز خواہشات پوری کر دے گا۔

☆☆☆☆☆

جس طرح خدا کی راہ میں خرچ کیے گئے مال کے بدلے میں خدا تمہیں کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے، اسی طرح خدا کی یاد میں گزرے ہوئے لمحات کے عوض خدا تمہاری زندگی کے کئی لمحات کو یادگار بنا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دل جس نے بنایا ہے اُسی کے لیے وقف کر دو، مطمئن ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مفلسی کی ایک وجہ بد اخلاقی ہے۔

☆☆☆☆☆

ایسا خیال، مشاہدہ یا تجربہ جو تمہارے کسی کام کے حوالے سے تمہیں یقین، اعتماد اور مسرت بخشے، وہ خیال، مشاہدہ یا تجربہ اس کام کے حوالے سے خدا کی طرف سے تمہاری حوصلہ افزائی کے لیے عطا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خود سے ناراض انسان، دراصل خدا سے ناراض ہے۔ اور ایسا انسان کبھی راز آشنا نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆

اپنی غلطی نہ ماننے والا بھی خبطی ہے۔

☆☆☆☆☆

غلطی ماننے سے، سختی کم ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

جو عمل آپ کو صحیح معلوم ہوتا ہے اس پر عمل کرتے جائیں۔ اور جس عمل کے غلط ہونے کا عِلم ہو جائے، اُسے درست کر لیں۔ اسی طرح زندگی بہتر گزر جائے گی۔ اور اگر زندگی بہتر گزر گئی تو آخرت خود بخود بہتر ہو جائے گی۔

☆☆☆☆☆

رنجیدہ کے سامنے، سنجیدہ رہو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جس نے حق کو مانا وہی دانا ہے۔

☆☆☆☆☆

زندگی میں ہر آنیوالا شخص، کوئی درس دے کر جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دِین زندگی گزارنے کا آسان ترین راستہ ہے جس کی منزل آخرت ہے۔ لہذا دِین کا عِلم حاصل کرو اور اسے اپنی استطاعت کے مطابق عمل میں لاتے جاؤ۔ زندگی کو زیادہ پچیدہ بنانے کی ضرورت نہیں ورنہ پچیدگیوں میں ہی اُلجھ کر رہ جاؤ گے۔

☆☆☆☆☆

بڑوں کا فرمانبردار ہی باکردار ہے۔

☆☆☆☆☆

آگاہی ہی روشن نگاہی کی ضامن ہے۔

☆☆☆☆☆

جو اپنے نفس پر قدم رکھ کر خدا کی طرف بڑھتا ہے، خدا آگے بڑھ کر اُسکا ہاتھ تھام لیتا ہے اور اُسے گردشِ زمانہ کی ذِلتوں سے بچا لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا کی بارگاہ میں آنکھ کی نمی، انسانی عمل کی کمی کو پورا کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بیدار آنکھوں سے خواب دیکھنے والا، زریاب ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان جس فانی کو محترم سمجھتا ہے، اُسی کی وجہ سے ذلیل ہوتا ہے۔ اور جس لافانی کی وجہ سے ذلت برداشت کرتا ہے، اُسی کی وجہ سے محترم ٹھہرتا ہے۔ لہٰذا فانی کے احترام میں ذلت اور لافانی کی ذلت میں عزت ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی ایک خدائی صفت کو اپنی ذات میں پیدا کرلو، خدا تمہیں اپنا دوست بنا لے گا۔

☆☆☆☆☆

خدا کے دوست کے دوست بن جاؤ، خدا کے دوست بن جاؤ گے۔

☆☆☆☆☆

خدا کے کسی پسندیدہ عمل کو اپنی ذات کا حصہ بنالو، خدا کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اور خدا کا پسندیدہ عمل، خدا کے حبیب ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا عمل ہے۔

☆☆☆☆☆

انسانی ذات کی کائنات میں خیالات کی مخلوق بستی ہے جو کہ اسکی پہچان کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

ہر نیا کام نئے گھوڑے کی مانند ہے، جسے سُدھانے میں وقت، محنت اور صبر درکار ہوتا ہے۔ اور بعد میں وہی گھوڑا آپ کے تابع ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان کسی اچھے نتیجے کی اُمید تب ہی کر سکتا ہے، جب کوئی اچھا عمل کیا ہو کیونکہ بغیر عمل کے نتیجہ ممکن نہیں۔

☆☆☆☆☆

عِلم کی تحقیق کی منزل، عمل کی توفیق ہے۔

☆☆☆☆☆

غور کرنیوالا، نچوڑ نکال لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ذِکر کرنیوالے کی، فِکر بھی عبادت ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی سے آس لگانا، اپنائیت کے احساس سے وابستہ ہے۔ اور اپنائیت کا احساس ہمیشہ خیال، محبت اور ایثار کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ لہذا کسی سے آس تب ہی لگاؤ، جب اُسکے ساتھ اپنائیت کا احساس پیدا کرلو۔۔۔ چاہے وہ آس خالق سے ہو یا مخلوق سے۔

☆☆☆☆☆

اللہ والے کی نظر، دِل کی گرد ہٹا دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کام کی نمائندگی اُسے سونپی جاتی ہے، جو اُس کام کو کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اور نمائندے کے انتخاب کے بعد اسکے افعال کی ذمہ داری منتخب کرنے والے پر ہوتی ہے۔ لہذا خدا اگر کسی انسان سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو اُسے اُس کام

Marfat.com

کے لیے منتخب کر لیتا ہے۔ پھر اُس کام کے حوالے سے اُسکے افعال کا ذمہ دار، خدا خود ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بُرائی سے بچنا، نفس کی قید سے رہائی پانے کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆☆☆

صفات، اوقات بتا دیتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

دُعا، دراصل خدا سے کچھ طلب کرنا ہے۔ طلب، جستجو پر اُکساتی ہے اور جستجو انسانی سوچ کی سمت کا نام ہے۔ لہذا انسانی سوچ ہی دعا یا بددعا ہے جو کہ نصیب پر اثر انداز ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھی سوچ اچھے نصیب اور بُری سوچ بُرے نصیب کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کی اچھائی چھُپانے والا بخیل اور ظاہر کرنیوالا سخی ہے۔

☆☆☆☆☆

نصیحت کی حکمت جاننے والا ہی حکمت والا ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا کے فیصلے کو ماننے سے، خود کو جاننے کا سفر شروع ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کسی کی افادیت ہی اسکی خصوصیت ہے۔

☆☆☆☆☆

انسانی تصور آنکھوں کی بینائی کا محتاج نہیں اور تصور انسانی سوچ کا کرشمہ ہے۔لہذا انسانی سوچ ہی مَن کی بینائی ہے، جس سے خدا کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسانی اعضاء انسانی سوچ کے تابع ہیں۔جس کی سوچ میں خدا بس جائے، اُسکی آنکھ، زبان اور ہاتھ خدا کی آنکھ، زبان اور ہاتھ بن جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

لینے کی غرض سے بے نیاز ہو جانے والے کو، دینے والا بنا دیا جاتا ہے اور دینے والا ہی غنی ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا غنی ہے اور غنی کو دوست رکھتا ہے۔لہذا اُسکا ولی بننے کا ایک نسخہ، غنی بننا بھی ہے۔

☆☆☆☆☆

لافانی مسرتیں حاصل کرنے والا، فانی خوشیوں کی بھیک نہیں مانگتا۔

☆☆☆☆☆

جسے جتنا اپنے جذبات پر قابو ہے، وہ اتنا ہی مطمئن ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جذبات پر قابو پانے سے، خود اعتمادی بڑھتی ہے۔

☆☆☆☆☆

سمجھانے والا سمجھنے والے کی قابلیت کے مطابق اُسے سمجھاتا ہے۔ خالقِ کائنات ہر انسان کی قابلیت سے واقف ہے لہذا سب سے بہتر سمجھانے والا ہے۔ بس سمجھنے والے کی توجہ اُسکی طرف ہونی چاہیے پھر اُس کے سمجھنے کے لیے کُھلی نشانیاں ہیں۔

☆☆☆☆☆

جو خدا کی خاطر دنیا سے منہ موڑ لیتے ہیں، خدا دنیا کا منہ اُنکی طرف موڑ دیتا ہے۔ لیکن وہ دنیا کو مُڑ کر بھی نہ دیکھتے۔ کیونکہ اعلیٰ سے کمتر کی طرف آنا گھاٹے کا سودا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان جسے محترم جانتا ہے یا جس سے محبت کرتا ہے، اُسکی موجودگی میں غلطی کرنے سے محتاط رہتا ہے۔ لہذا جن میں خالق کے شہہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کا احساس اُجاگر ہو جائے، اُنکی زندگی محتاط انداز میں بسر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

طلب سے، قلب کا بھید عیاں ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حُسن کا حرم، نظر کی شرم ہے۔

☆☆☆☆☆

مُحسن کے احسان کا مان رکھنا ہی انسان کا شُکر ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کامیابی کی منزل پر پہنچنے والی کوشش کی ٹرین عموماً ناکامی کے پلیٹ فارم سے چلتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بے حیائی لباس میں بھی برہنگی جبکہ حیا برہنگی میں بھی لباس بن جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

آپکی ذات سے دوسروں کو ملنے والی آسانی، رب تعالیٰ کی آپ پر مہربانی کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کے اندر کا سکون جنت اور بے سکونی دوزخ کی نشاندہی کرتی ہے۔
لہذا انسان اپنے اندر نگاہ ڈال کر اپنی آخرت کے انجام کو دیکھ سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس کا اندر حَسین ہو، اُسے باہر کی ہر شئے حَسین نظر آتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات کا مُعمّہ حل کرنیوالا ہی اسمِ بامُسمّٰی ہے۔

☆☆☆☆☆

پختہ عمل کی عمارت، پختہ ارادے کی اینٹوں اور کوشش کے گارے سے تعمیر ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

ہم خیال کے ہمراہ ہونے سے سفر آسان ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کسی سے اظہار کی آزادی چھیننا، اُسکی ذات کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنے نفس کا محاصرہ کرنے والے کو رب کا آسرا ہی کافی ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح انسانی سوچ کو آزادی حاصل ہے کہ بیداری کے دوران جہاں تک چاہے رسائی حاصل کر لے، اسی طرح انسانی روح کو بھی آزادی ہے کہ نیند کے دوران جہاں تک چاہے رسائی حاصل کر لے جس کا نتیجہ خواب ہے۔ لہذا سوچ کی بلندی سے روح کی رسائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کے متعلق کوئی فیصلہ اُسکے حال کو مدِ نظر رکھ کر کرنا چاہیے نہ کہ اُسکے ماضی کو۔

☆☆☆☆☆

صاحبِ سیرت انسان ہی بصیرت افروز انسان ہے۔ اور بصیرت افروز انسان حُسنِ صورت کا نہیں بلکہ حُسنِ سیرت کا قائل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اچھی بات سے وہی مستفید ہوتا ہے، جو اسے عمل میں لاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس یقین سے انسان ماضی میں دیکھ سکتا ہے، اگر اسی یقین کے ساتھ مستقبل میں نگاہ ڈالے تو مستقبل بھی اس کے سامنے واضح ہو جائے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کمزور انسان اپنی کمزوری کے جواز میں دوسروں کی کمزوریوں کو عیاں کرتا ہے۔
جبکہ مضبوط انسان اپنی کمزوری کا ذمہ دار خود کو جان کر اسے اپنی طاقت میں بدلتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تعریف وہ ہے جو آپکی عدم موجودگی میں ہو نہ کہ آپکی موجودگی میں۔ آپکی موجودگی میں کی گئی تعریف، تعریف نہیں بلکہ چاپلوسی ہے۔

☆☆☆☆☆

جھوٹی تعریف وہ میٹھا زہر ہے، جو پینے والا خوشی سے پیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تعریف وہ ہے جو مفاد سے بے نیاز نیّت پر مبنی ہو۔

☆☆☆☆☆

کم ظرف انسان بھائی کی خوبی سے بھی حسد کرتا ہے۔ جبکہ اعلیٰ ظرف انسان دشمن کی خوبی کو بھی سراہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جذبات، اظہار کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ محسوس ہو جاتے ہیں۔ لہذا محبت یا نفرت کو الفاظ کا پہناوا نہ بھی پہنایا جائے تو بھی انہیں محسوس کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مثبت سوچ کی طاقت سے بُرائی اچھائی میں اور تکلیف سکون میں بدل جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نفس کی قید سے آزاد سوچ کی پرواز سدرۃ المنتہیٰ سے آگے ہے۔

☆☆☆☆☆

عقل کے دِیے کی لو، جنوں کے تیل سے جلتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دل کا اندھا کبھی بھی عشق کی روشن راہوں کا مسافر نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆

بے حیائی، حق سے جدائی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

حَسین منظر، حُسنِ نظر کی غذا ہے۔

☆☆☆☆☆

مُسکراہٹ، اپنائیت کا اِحساس پیدا کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اندر کے جہاں کی بادشاہی، باہر کے بادشاہوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

انسانی اقدار، عظمتِ انسانی کی ترجمان ہیں۔ عظمت قربانی سے مشروط ہے اور قربانی کی بنیاد عشق پر ہے۔ لہٰذا انسانی اقدار بھی عشق جیسے عظیم جذبے کی مرہونِ منت ہیں۔

☆☆☆☆☆

تمام ممکنات، طاقتور خیال کا نتیجہ ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

طاقتور خیال، عمل سے گزر کر نتیجہ دیتا ہے۔ جبکہ کمزور خیال، عمل سے پہلے ہی دَم توڑ دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ہر کام، کوشش کرنیوالے کے لیے ممکن جبکہ کوشش نہ کرنیوالے کے لیے نا ممکن ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان خالق کی بنائی ہوئی تصویر ہے اور تصویر مصوّر کا تصور ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جاہ طلب، درحقیقت مرضِ قلب میں مبتلا ہے۔

☆☆☆☆☆

راہنما، منزل کے سفر کو آسان بنا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

شبِ قدر دراصل شبِ مُقدّر ہے۔

☆☆☆☆☆

روحانی مسّرت کے حصول سے زندگی کی میعاد بڑھتی جبکہ نفسانی خوشی کے حصول سے زندگی کی میعاد گھٹتی ہے۔ اسی طرح روح کو تکلیف ملنے کی صورت میں زندگی کی میعاد کم ہوتی ہے۔ لہذا دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کرنے سے، انسان کی اپنی روح تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مادّے سے مادّے کا ملاپ خوشی جبکہ غیر مادّے سے غیر مادّے کا ملاپ مسرّت کا باعث ہے، جس کا نتیجہ تسکین ہے۔ انسان خوشی میں اُچھل کود کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جبکہ تسکین ملنے کی صورت میں انسان سے سکون اور ٹھہراؤ ظاہر ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تحمل مزاجی دراصل مخمل مزاجی ہے۔

☆☆☆☆☆

ترقّی، حرکی توانائی سے مشروط ہے۔

☆☆☆☆☆

مخلوقِ خدا سے نفرت کی مغفرت نہیں۔

☆☆☆☆☆

حقدار کو حق سے زیادہ دینا، حق تعالیٰ کے زیادہ قریب ہونا ہے۔

☆☆☆☆☆

انتظار کی گھڑیاں اور بیمار کی گھڑیاں ایک جیسی ہیں، جو کہ کاٹے نہیں کٹتیں۔

☆☆☆☆☆

غیر ذمہ داری، شخصی کمزوری کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

اِس جہاں میں پیدائش، پچھلے جہاں کی موت ہے۔ اور اِس جہاں کی موت، اگلے جہاں میں پیدائش ہوگی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کامیاب محنت وہ ہے، جس کے نتیجے میں انسان کی روح کو تقویت حاصل ہو۔

☆☆☆☆☆

اِخلاصِ نیت، انسان کو عمل کے نتیجے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

کسی کو معاف کرنا، اُسکی زیادتی کو بُھولانا ہے۔ جبکہ بدلہ لینا اُسکی زیادتی کو یاد رکھنا ہے۔ اور کسی کی زیادتی کو یاد رکھنا درحقیقت اپنی ذات سے زیادتی کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کے اندر کی حالت، باہر کی دنیا پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لہذا اطمینانِ قلب حاصل کرنے والے کی صحبت میں ہی اطمینانِ قلب میّسر آسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اولاد کی تربیت، حُکمِ شریعت سمجھ کر کرو۔

☆☆☆☆☆

دِل کی صدا ہی خدا کی ندا ہے۔

☆☆☆☆☆

لباس، شخصیت کا عکاس ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا دلوں میں بستا ہے۔ لہذا دلوں میں گھر کرنیوالا ہی خدا کو پانے والا ہے۔

☆☆☆☆☆

معاملاتِ زندگی میں اپنی ذات سے زیادہ دوسروں کی ذات کو اہمیت دینے والا، دِلوں میں گھر کر لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دِلوں میں رہنے والا ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔

☆☆☆☆☆

تعلقات میں اپنے جذبات پر دوسروں کے احساسات کو فوقیت دینے والا، اہمیت پا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کے لیے اچھا سوچنے میں ہی انسان کے لیے اچھا ہونے کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

جو تمہارے غصّے کے بدلے میں تمہیں مسکراہٹ دے، وہ تم سے محبت کرتا ہے۔ اور جو تمہاری غلطی پر سرزنش کرے، وہ تمہارا خیر خواہ ہے۔

☆☆☆☆☆

رب کی فِکر کرنے والا، دنیا سے بے فِکر ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی حقیقت کے اعتراف میں اطمینان ہے۔ جبکہ حقیقت سے اِنحراف کرنیوالا، اِضطراب میں مُبتلا رہتا ہے۔ یعنی دو چہروں والا شخص ہمیشہ مضطرب رہے گا۔ کیونکہ ظاہر اور باطن کا فرق پریشانی کا سبب ہے۔ لہذا اندر اور باہر کا فرق مٹ جائے تو اضطراب نہیں رہتا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بُری عادات کا روگ، زندگی کی خوشیوں کو سوگ میں بدل دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حقیقی طور پر آزاد انسان ہی تخلیقی صلاحیت سے نوازا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تخلیقی صلاحیت سے منور سوچ کی حامل ذات کے لیے خیال کی بندش، سانس کی بندش سے بدتر ہے۔

☆☆☆☆☆

بگاڑ کا شکار معاشرہ، جاہلیت کی للکار ہے۔

☆☆☆☆☆

طلب کے حصول کے بعد جستجو نہیں رہتی۔ لہذا شاکر، طالب نہیں بلکہ متجسس ہوتا ہے۔ متجسس انسان کے حاصل کی کوئی حد نہیں ہوتی، اسی لیے وہ لامحدود شوق کا حامل ہوتا ہے۔ اور لامحدود شوق کی حامل ذات ہی لامحدود ذات تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

فانی محدود جبکہ لافانی لامحدود ہے۔

☆☆☆☆☆

خدا نے جو بِن مانگے عطا کیا ہے، اگر اس کا حق ادا کر چکے ہو تو پھر خدا سے مزید مانگو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مخلوقِ خدا میں اُمید بانٹنے والا ہی خدا سے اُمید رکھنے کا حقدار ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں کے سامنے کسی نعمت کا دکھاوا کرنا مگر اُس نعمت سے اُنہیں مستفید نہ کرنا، رِیا کاری ہے۔

☆☆☆☆☆

جب سوچ کو نفس کی گرہ لگتی ہے، تب انسان نظروں سے گرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

صرف امیر کا پیر، دولت کا فقیر ہے۔

☆☆☆☆☆

وہ امیر اچھا ہے، جسکا ضمیر اچھا ہے۔

☆☆☆☆☆

وہ امیر جو دوسروں کو حقیر نہ سمجھے، اچھا ہے۔

☆☆☆☆☆

وہ غریب جو خدا کے قریب نہیں، بدنصیب ہے۔

☆☆☆☆☆

وہ غریب جو کردار کا امیر ہے، رب کے زیادہ قریب ہے۔

☆☆☆☆☆

ایسی غربت جس میں خدا کی قربت نہ ہو اور ایسی امیری جس میں فقیری صفت نہ ہو، عذابِ الٰہی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جنکی ظاہری دنیا اُجڑی ہو، اُنکی باطنی دنیا عموماً آباد ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

آپکی رب پر آس، رب کو آپکے پاس کر دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان ہونے کا حق ادا اُس نے کیا، جس نے انسانیت پر کوئی اِحسان کیا۔

☆☆☆☆☆

زندگی کا حق تب ادا ہوتا ہے، جب انسان پچاس ساٹھ سالہ زندگی اِس طرح گزارے کہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہ جائے۔

☆☆☆☆☆

خالق کی منشاء پر راضی رہنے والا ہی خالق کی راہ کا مسافر ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خواہش ہمیشہ مزاج کے مطابق کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

جس طرح ہم کسی نئے ملک میں جانے سے پہلے وہاں کوئی تعلق ڈھونڈتے یا بناتے ہیں تاکہ وہاں کسی دُشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے، اسی طرح ہمیں اگلے جہاں کی دُشواریوں سے محفوظ رہنے کے لیے وہاں بھی پہلے سے کوئی تعلق ڈھونڈ یا بنا لینا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

تعلق ہمیشہ اِحساس کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ لہذا خدا کے ساتھ اگر تعلق قائم کرنا مقصود ہو تو اسکی ذات کا اِحساس اپنی ذات کے اندر پیدا کر لو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جس کی ذات میں خدا کا اِحساس پیدا ہو جائے، وہ حساس ہو جاتا ہے۔
اور حساس انسان وہ ہے، جو دوسروں کا درد محسوس کرے۔

☆☆☆☆☆

ایسے نظاروں سے پناہ کی دُعا مانگا کرو، جن کی تم تاب نہیں لا سکتے۔

☆☆☆☆☆

جب عبادت روح پر اثر کرنا چھوڑ دے تو سمجھ لو کہ استغفار کا وقت ہے۔

☆☆☆☆☆

ایسی عبادت سے پناہ مانگو، جو تمہیں مغرور بنا دے۔

☆☆☆☆☆

غرور خدا سے دُور ہونے کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

غرور، سرکشی جبکہ عاجزی، سرفروشی کی علامت ہے۔

☆☆☆☆☆

وہ عاجزی جو توبہ یا عبادت کے بعد تمہاری ذات میں پیدا ہو، وہ اس توبہ یا عبادت کے قبول ہونے کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان کا بُرائیوں سے پاک ہونے کا عمل تب شروع ہوتا ہے، جب اُسے دوسروں میں بُرائیاں نظر آنا بند ہو جاتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسان ہمیشہ دوسروں میں اپنا ہی عکس دیکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

انسان جس منزل کا تصوّر یقین سے کرتا ہے، اُسے پا لیتا ہے۔ یقین پر مبنی تصور، انسان کے اعمال سے ظاہر ہوتا ہے اور اعمال کا نتیجہ آخرت ہے۔ لہذا آخرت میں اپنی منزل کا تصوّر یقین سے کیا کرو۔

☆☆☆☆☆

انسان ایسے تصّور پر یقین ہی نہیں کر سکتا، جسے عمل میں لانے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات پر ظلم کرنیوالا ہی ظلم سہہ سکتا ہے۔ کیونکہ انسان جس چیز کا عادی ہوتا ہے، اس پر ردِ عمل ظاہر نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆

گناہ کرنا درحقیقت اپنی ذات پر ظلم کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

جس صفت سے تم مخلوقِ خدا سے مِلو گے، خدا اُسی صفت سے تمہیں مِلے گا۔

☆☆☆☆☆

اگر کبھی کسی کے ساتھ جانے یا انجانے میں زیادتی کر بیٹھو تو صرف زبانی توبہ پر اکتفا نہ کرو بلکہ اس کے لیے کوئی آسانی پیدا کر کے اپنی غلطی کا کفارہ ادا کرو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جتنی کوشش انسان فانی دنیا میں مشہور ہونے کے لیے کرتا ہے، اگر اتنی کوشش لافانی جہاں میں کوئی مقام حاصل کرنے کے لیے کرے تو فانی دنیا کی فانی شہرت سے بھی بے نیاز ہو جائے اور اس میں معروف بھی۔

☆☆☆☆☆

لافانی جہاں میں معروف ہونے کے لیے لافانی ذاتوں کے ساتھ تعلق قائم کرلو۔

☆☆☆☆☆

کسی سے تعلق قائم کرنا ہو تو، اُس کے راستے کے مسافر بن جاؤ۔

☆☆☆☆☆

اصحابِ کہف کے واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ نجس اگر پاک سے محبت کر لے تو وہ بھی پاک ہو جاتا ہے۔ لہذا محبت کے معاملے میں انسان کو محتاط رہنا چاہیے۔ کیونکہ محبت انسان کے مقام کا تعیّن کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

نیند موت کے مترادف ہے۔ اللہ والوں کی نیند بھی شبِ بیداری کی عبادت و ریاضت میں تبدیل ہو کر زندہ و جاوید ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

اللہ والوں کی ایک پہچان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایک عام انسان کی سطح پر آ کر زندگی گزارنے کو پسند کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

اطمینان کی عمارت یقین کی بنیاد پر تعمیر ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

انسانی سوچ جس خیال کو جذب کرتی ہے، وہ جذبہ بن جاتا ہے۔اور جذبہ انسان کی ذات پر اثر انداز ہوکر انسانی صفات مرتّب کرنے میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔جس جذبے کا انسان کی ذات پر گہرا اثر ہوتا ہے، انسان اسی صفت سے پہچانا جاتا ہے۔۔۔وہ صفت اچھائی کی بھی ہوسکتی ہےاور بُرائی کی بھی۔

☆☆☆☆☆

کامیاب سفر وہ ہے جس کے اختتام پر پچھتاوا نہ ہو۔

☆☆☆☆☆

دنیا کا مستقبل آخرت اور آخرت کا ماضی دنیا ہے۔

☆☆☆☆☆

قدرت کے قوانین پر غور کرنے سے قادرِ مطلق کی سمجھ آنا شروع ہوجاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

تناؤ ناپائیداری اور لچک پائیداری کی علامت ہے۔فانی سوچ تناؤ کا شکار رہتی ہے جبکہ لافانی سوچ تناؤ سے پاک سوچ ہے۔

☆☆☆☆☆

فانی خیال کی حامل سوچ فانی جبکہ لافانی خیال کی حامل سوچ لافانی سوچ ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنی ذات کی نفی میں ہی مُنفعت ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جو انسان جس معاملے میں قابل ہے، اس سے اسی معاملے میں مشورہ لینا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

مشورہ انسانی سوچ کا عکاس ہے۔

☆☆☆☆☆

متعصّب انسان کی سوچ بنجر زمین کی مانند ہے، جس میں خیال کا بیج ڈالنا اسے ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسروں پر احسان کرنا خدائی صفت ہے۔ اپنی ذات میں خدائی صفت پیدا کرنا خدا کے قریب ہونے کا باعث ہے۔

☆☆☆☆☆

مفاد سے بے نیاز فائدہ دینا، احسان کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

حق سے زیادہ دینا، احسان کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

پریشان کو خوش کرنا، احسان کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

مایوس کو اُمید دینا، احسان کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دولت سے بے نیاز انسان غریبی سے محفوظ رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

شہرت سے بے نیاز انسان ذلت ورُسوائی سے بچ جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خوشی سے بے نیاز انسان تسکین پا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

فانی مقام سے لافانی مقام کا تعیّن نہیں کیا جا سکتا۔

☆☆☆☆☆

ایسی عزت سے بچو جو فانی کی بنیاد پر مِلے کیونکہ آخرت میں ایسی عزت ذِلّت کا باعث بن جائے گی۔

☆☆☆☆☆

ایسی نیند سے جگ رتا بہتر ہے جس سے نصیب سو جائے۔

☆☆☆☆☆

شیطان صفت انسان کی صحبت کا اثر منتشر خیال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور منتشر خیال پریشانی کا باعث ہے۔ جبکہ روحانی شخص کی صحبت میں خیال کی پختگی حاصل ہوتی ہے اور پختہ خیال کا نتیجہ اطمینان ہے۔

☆☆☆☆☆

جو خیال بے چینی پیدا کرے وہ شیطانی اور جو خیال سکون کا باعث ہو وہ رحمانی خیال ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

رحمانی خیال یقین جبکہ شیطانی خیال بے یقینی کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

روح کی تسکین میں جسم اور جسم کی خوشی میں روح کو عموماً تکلیف اُٹھانا پڑتی ہے۔

☆☆☆☆☆

رائے اُس سے لو جس کی دیانتداری پر تمہیں شک نہ ہو۔

☆☆☆☆☆

فیصلوں کے نتائج میں اقدارِ انسانی کو مدِ نظر رکھنا چاہیے نہ کہ صرف مادے کو۔

☆☆☆☆☆

مومن کسی معاملے میں تب تک قدم نہیں اُٹھاتا جب تک خدا کی طرف سے اُس کے دِل میں یقین نہیں پیدا ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ مومن کو اپنے کسی فیصلے پر پچھتاوا نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

مومن کا مَن، تَن کی تمنا سے پاک ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اپنے اعمال کے نتائج میں خدا سے اُسکا فضل ضرور مانگا کرو کیونکہ اُسکا فضل ہی تمہارے اعمال کی کمیوں کو دُور کرتا ہے اور تمہاری خامیوں کو خوبیوں سے بدلتا ہے۔ لہذا صرف اپنے اعمال پر ہی اکتفا نہ کیا کرو۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تم جب بھی حق کی طرف قدم بڑھاؤ گے، باطل حق سے زیادہ خوش نما ہو کرتمہارے سامنے آئے گا تا کہ حق کا انتخاب کرنے اور حق کی طرف بڑھنے میں تمہارے قدم لڑکھڑا جائیں۔حتٰی کہ تمہیں باطل پر حق ہونے کا شک ہونے لگے گا اور اس وقت تمہارا ایمان اور یقین تمہارے کام آتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دنیا کی خواہش تو وہ کرے جس نے ہمیشہ دنیا میں رہنا ہو۔

☆☆☆☆☆

دنیا کو قید خانہ سمجھنے والا کبھی بھی اس دنیا میں رہنے کے لیے نت نئے جتن نہیں کرتا اور نہ ہی اسے دنیاوی خوشی کبھی مرعوب کر پاتی ہے۔اس کی زندگی کے واقعات اس دنیا سے جدا ہوتے ہیں۔لہذا اسکی خوشی اور غم کا معیار بھی دنیاداروں کی خوشی اور غم سے جدا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جسے سمجھ آجائے، وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ جو خاموش ہو جائے، اس میں ٹھہراؤ پیدا ہو جاتا ہے۔جس میں ٹھہراؤ پیدا ہو جائے، وہ صبر کے راستے پر چل نکلتا ہے۔اور صبر کے راستے کی منزل شکر ہے۔

☆☆☆☆☆

جب انسان کو سمجھ آتی ہے تب اسے اپنے ناسمجھ ہونے کا اِحساس ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اصلاحِ خیال

اصلاحِ خیال کے سفر کی منزل، کمالِ ذات ہے۔

سیّد اسماعیل کاظمی

Marfat.com